عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ ملتان

لولاک

شمارہ ۱۰ جلد ۳۸/۵

شوال المکرم ۱۴۲۲ھ
جنوری ۲۰۰۲ء

طالبان کی پسپائی کے بعد زوال باطل کی دعا پر پابندی

مکتوبات اکابر

شناختِ مجدد ختم نبوت

مولانا ظفر علی خان اور قادیانی تحریک

قبر کے مسافر
عذابِ قبر سے بچانے والی چیزیں

اسرائیل کا خفیہ محکمہ موساد
کیسے کام کرتا ہے!

تخت ہزارہ، سرگودھا، ملتان، حیدرآباد و میرپور خاص کے کیسوں کے فیصلہ جات

آہ! حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری

بانی: مجاہدِ ختمِ نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

[illegible]

رانا محمد طفیل جاوید

[illegible]

قاری محمد حفیظ اللہ

شمارہ نمبر ۱۰ جلد نمبر ۵، 38

قیمت فی شمارہ ———— ۱۰

سالانہ ———— ۱۰۰

بیرون ملک
۱۰۰۰ روپے پاکستانی

بیاد

- امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
- مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
- مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
- مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
- حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
- فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
- شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
- حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
- حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا مفتی جمیل خان	مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن	مولانا احمد بخش
مولانا محمد نذیر عثمانی	مولانا غلام حسین
مولانا فضل اللہ اختر	چوہدری محمد اقبال
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام مصطفےٰ
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد قاسم رحمانی

مولانا محمد اسحاق ساقی

رابطہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان۔ پاکستان

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع شکیل ترپرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم!		
طالبان کی پسپائی کے بعد!	اداریہ	3
موساد کیسے کام کرتا ہے	ادارہ	9
رد قادیانیت		
شناخت مجدد	پروفیسر یوسف سلیم چشتی	11
ختم نبوت	پروفیسر یوسف سلیم چشتی	20
مولانا ظفر علی خانؒ اور قادیانی تحریک	عبدالرشید عراقی	29
مقالات و مضامین		
قبر کے مسافر	مولانا عبداللطیف مسعود	32
حاصل مطالعہ	مولانا اللہ وسایا	40
مکتوبات		
حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا مکتوب گرامی!	ادارہ	42
جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	56
قافلہ آخرت	ادارہ	60
تبصرہ کتب	ادارہ	62

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتہ الیوم!

طالبان کی پسپائی کے بعد!!!

مقابلہ تو دل بے تواں نے خوب کیا

ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹاگون پر 11 ستمبر کے حملوں کی آڑ میں امریکہ نے افغانستان کے خلاف جس وحشیانہ پن' سفاکی' بربریت اور انسانیت سوز مظالم کا ارتکاب کیا ہے۔ اس اقدام نے ثابت کر دکھایا ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد امریکہ ہے۔ جو دنیا کی بالادستی کے حصول میں جنون کی حد تک آگے بڑھ گیا ہے۔ امریکہ نے افغانستان کو زیر کرنے کے لئے جو چڑھائی کی تھی وہ فضا تک محدود رہی۔ دو ماہ کی مسلسل بمباری کے باوجود امریکی فوج نیچے نہ آسکی۔ ادھر طالبان کی فوج اوپر نہ جا سکی۔ شمالی اتحاد امریکہ کے "کار خیر" میں حصہ نہ ڈالتا تو آج صورتحال مختلف ہوتی اور افغانستان ایک بار پھر خانہ جنگی کی بھینٹ نہ چڑھتا۔ ہرات' کابل' قندوز' جلال آباد کے بعد طالبان نے اپنا آخری مورچہ قندھار شہر بھی خالی کر دیا۔ یوں ان کا درویش صفت سربراہ اقتدار کی چٹائی سے ہاتھ جھاڑتا ہوا نئی تاریخ رقم کرنے پہاڑوں میں گم ہو گیا:

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

امریکہ نے بطور لیبارٹری افغانستان میں اپنا جدید اسلحہ ٹسٹ کیا۔ کروز میزائلوں کے علاوہ ڈیزی کٹر بم تک آزمائے۔ دو ماہ افغانستان میں آتش و آہن کا کھیل جاری رہا۔ جس کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا۔ امریکہ کی کارپٹ بمبنگ افغانیوں کے حوصلے پست نہ کر سکی۔ مختلف اطلاعات کے مطابق 20 ہزار کے قریب افغان شہری امریکی دہشت گردی کے نتیجہ میں جام شہادت نوش کر گئے۔ طالبان نے امریکہ اور اس کے 40 اتحادی ملکوں کا مقابلہ جرات مندی اور جگرداری سے کیا۔ حیران کن مزاحمت پر دشمن کو بھی ان کے حوصلے اور استقامت کا اعتراف کرنا پڑا۔ افغان قوم نے ایک بار پھر ابتلاؤ آزمائش کے امتحان میں کمال صبر اور فقید المثال قربانی پیش کی۔ ستم ظریفی یہ کہ عالم اسلام کے حکمرانوں نے جس بے حسی اور سرد مہری کا عملی مظاہرہ کیا اس کی بھی مثال نہیں ملتی۔ نام نہاد مسلم حکمرانوں نے عیسائی پرچم تلے صدر بش کی کروسیڈ اصطلاح صلیبی جنگ میں اسلام دشمن قوتوں کے شانہ بشانہ جس دریادلی اور فیاضی کا ثبوت دیا پوری امت مسلمہ خون کے آنسو رو کر رہ گئی۔ ملائشیا کے وزیراعظم مہاتیر محمد کے سوا

عالم اسلام کا کوئی فرزند ظلم کے خلاف نہ بول سکا۔ یہ الگ بات ہے کہ انہیں اس کلمہ خیر کی کیا قیمت ادا کرنا پڑے گی۔ تاہم انہوں نے ملت اسلامیہ کے جذبات کی ترجمانی کا حق ادا کر کے دنیا و آخرت کی سرخروئی حاصل کی ہے۔ اسلامی برادری کی حکومتوں کی بے بسی کا اندازہ او آئی سی کے اس اجلاس سے لگایا جاسکتا ہے جس کا انتظار کئے بغیر امریکہ نے تین روز قبل ہی افغانستان پر دھاوا بول دیا تھا۔ اسلامی ملکوں کی تنظیم کے اجلاس میں امریکی جارحیت اور حملوں کے خلاف ایک معمولی قرارداد بھی منظور نہ کی جاسکی۔ اجلاس کے انعقاد کے باعث نہ صرف عالم اسلام کی سبکی ہوئی بلکہ وہ اجتماع جگ ہنسائی کا باعث بھی بنا۔ اسلامی ملکوں کے مسلمانوں نے بلاشبہ درد اور تڑپ کے عملی مظاہرے کر کے امت واحد ہونے کا ثبوت دیا لیکن نااہل اور ایمان سے عاری حکمرانوں نے مسلمانوں کے جذبات کو پس پشت ڈال کر امریکہ کی خوشنودی کے لئے ہر ممکن تعاون کیا۔ اسلامی حکومتوں کی بے حسی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ شہری آبادیوں پر اندھا دھند بمباری' خون ریزی' جنگی قیدیوں سے روا رکھے گئے روح فرسا مظالم اور قلعہ جھنگی ایسے وحشت و بربریت کے دلخراش واقعات پر بھی دل پسیج نہ سکا۔ انہیں اس موقع پر بھی کلمہ حق کہنے کی توفیق نہ ہوئی۔ انسانی حقوق کے علمبردار یورپی ممالک اور مہذب دنیا کی خاموشی تو سمجھ میں آتی ہے اقوام متحدہ کو تو امریکہ کی لونڈی کی حیثیت حاصل ہے۔ ان سے گلہ نہیں کیا جاسکتا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ اپنوں کا خون سفید ہوگیا۔ ورنہ خون مسلم کی ارزانی اس طرح ممکن نہ تھی۔

اس بات پر کسی کو اختلاف نہ ہوگا کہ افغانستان پر امریکہ کی یلغار بلاجواز' غیر قانونی اور غیر اخلاقی تھی۔ وہ مدت سے بہانہ کی تلاش میں تھا۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹاگون کی تباہی میں اسامہ بن لادن اور القاعدہ کے ملوث ہونے کے ثبوت کے بارے میں متعلقہ امریکی وزارت کا بیان ہی کافی تھا۔ جس میں اس امر کا اعتراف کیا گیا تھا کہ ثبوت کسی بھی امریکی عدالت کے حوالے سے غیر معیاری اور ناکافی تھے۔ افغانستان پر امریکی حملہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔ طالبان اسامہ کو امریکہ کے حوالے بھی کر دیتے تو بھی یہ اونٹ کسی کروٹ نہ بیٹھتا۔ امریکہ اور اس کے حواری ملکوں نے افغانستان کے خلاف اس قدر غیر لچک دار اور جانب دارانہ رویہ اختیار کیوں کیا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے جواب میں اصل حقیقت پوشیدہ ہے۔ طالبان نے افغانستان میں خلافت راشدہ کی طرز پر جو حکومت قائم کی۔ اس کی کامیابی نے کفر کی نیندیں حرام کر دیں۔ طالبان کا یہ پہلا قصور تھا کہ انہوں نے افغانستان کو ڈیڑھ دو عشروں کی خانہ جنگی اور انتشار سے نکال کر امن کا گہوارہ بنایا۔ افغانستان کو مرکزیت' قانون کی بالادستی' عدل و انصاف پر مبنی پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل میں قابل قدر کردار ادا کیا۔ اسلحہ و بندوق افغان تہذیب کا حصہ ہے۔ ہماری فوجی حکومت غیر قانونی اسلحہ واپس لینے میں کامیاب نہ ہوسکی لیکن طالبان نے عام شہری کو غیر مسلح کر کے اسلحہ و بندوق سے بے نیاز کیا۔

منشیات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اس کا اعتراف اقوام متحدہ کے ادارہ نے بھی کیا ہے۔ طالبان کی پانچ سالہ حکومت میں حکومتی سطح پر بد عنوانی یا کرپشن کا ایک الزام منظر عام پر نہیں آیا۔ سربراہ مملکت کی حیثیت سے ملا عمر کی سادگی اور وقار نے قرون اولیٰ کی یاد تازہ کر دی۔ یہ دنیا کا واحد درویش صفت حکمران تھا جو کروفر سے بے نیاز اور ظاہری جاہ و جلال سے عاری تھا۔ طالبان حکومت کے ختم ہو جانے کے باوجود ملا عمر کے حوالہ سے ابھی تک کسی نوعیت کا کوئی سکینڈل منظر عام پر نہیں آیا۔ طالبان حکومت سے یقیناً غلطیاں سرزد ہوئی ہوں گی۔ ان کی پالیسیوں سے بھی اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ اس تمام تر کے باوجود ان کی حکومت مثالی تھی اور نہیں تو کابل و قندھار میں مچائی جانے والی لوٹ مار' انارکی سے تو بہتر تھی۔ طالبان میں کچھ نقائص بھی تھے۔ ان کا لباس سادہ' وضع قطع سے بے تکلف تھا۔ وہ سوٹ بوٹ میں ہوتے تو مہذب کہلواتے۔ مادر پدر آزادی دیتے تو روادار ٹھہرائے جاتے۔ فحاشی و عریانی کو فروغ دیتے تو معتدل مزاج شمار ہوتے۔ لیکن انہوں نے دینی' اخلاقی' روحانی قدروں کو بحال کیا۔ ان کا ایک اور جرم بھی ناقابل معافی تھا۔ انہوں نے کسی سپر طاقت کی بالادستی کو قبول نہیں کیا۔ نہ کسی آقا کی دہلیز پر جھکے نہ ہی وہ کورنش بجالانے کے آداب شاہی سے واقف تھے۔ غربت' افلاس' قحط اور بیماری کے باوجود کسی استعماری طاقت سے بھیک نہیں مانگی۔ نہ ورلڈ بینک کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔ روکھی سوکھی کھا کر بھی اپنی خودداری کو قائم رکھا۔ اگر یہ دعویٰ کیا جائے تو بجا ہو گا کہ طالبان کے دور میں افغانستان ہی دنیا میں واحد آزاد' خود مختار ملک تھا۔ وہ کاسہ گدائی کی بجائے خدمت خدائی کے قائل تھے۔ امریکہ جیسی سپر طاقت جو پوری دنیا پر بالادستی کا خواب شرمندہ تعبیر ہوتا دیکھنا چاہتی ہے وہ ایک غریب' نادار' مفلس اور کمزور قوم کا یہ انداز خسروانہ کیسے برداشت کر سکتی تھی۔ طالبان کی اسلامی حکومت خود انحصاری کی پالیسی کے تحت اب اپنے پاؤں پر کھڑی ہونے والی تھی جسے امریکہ اور اس کے 40 حواریوں نے مل کر گرادیا۔ طالبان گردن زدنی نہ ہوتے اگر انہوں نے ترکی' مصر کی طرح برائے نام اسلامی حکومت قائم کی ہوتی۔ افغانستان کی سرزمین پر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے باعث عالمی سطح پر کفر کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے تھے۔ باطل قوتوں کی یہ سوچ ان کے لئے سوہان روح بنتی جارہی تھی :

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
یہ ٹوٹا ہوا تارہ کہیں مہ کامل نہ بن جائے

مسلمانوں کی یہ تاریخ ہے کہ انہوں نے اپنے مقابل کفر سے کبھی مار نہیں کھائی۔ وسائل اور تعداد میں چاہے دشمن کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہو جنگیں وسائل اور اسلحہ کے بل بوتے پر نہیں بلکہ جذبہ ایمانی سے لڑی جاتی ہیں۔ روس کے خلاف انہیں افغانیوں نے دس برس تک اعصاب شکن جنگ لڑ کر ایک نئی تاریخ رقم کی تھی۔ 25 لاکھ

افغانیوں نے جام شہادت نوش کیا۔ روس کو نہ صرف شکست ہوئی بلکہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ روس کے خلاف افغانستان میں لڑی جانے والی جنگ کا سب سے زیادہ فائدہ امریکہ کو پہنچا۔ اسی کامیابی کے باعث امریکہ کو سپر طاقت ہونے کی اجارہ داری حاصل ہوئی اور وہ پوری دنیا کا تھانیدار بن بیٹھا۔ امریکہ کی نظر میں روس کے خلاف لڑنے والے مجاہد تھے۔ ان کی لڑائی جہاد تھا۔ روس کی جگہ امریکہ نے لی تو وہی افغانی مجاہد دہشت گرد قرار پائے اور افغانستان میں جہادی کیمپوں کو دہشت گردی کے اڈے قرار دیا گیا۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

امریکہ کی بے دریغ بمباری اور کھلی جارحیت کے باوجود طالبان کے پائے ثبات میں ذرہ برابر بھی لغزش نہیں آئی۔ افغانستان کی کشتی میں شمالی طرف سے کیا جانے والا سوراخ طالبان کو لے ڈوبا۔ شمالی اتحاد خود بھی غرق دریا ہوں گے۔ ربانی کو آخر کیا ملا؟ امریکہ نے دھتکار دیا۔ طالبان کو دوسرا نقصان حکومت پاکستان کی طرف سے پہنچا۔ یہ دریچہ بند نہ ہوتا تو طالبان اس طرح سے کچلے نہیں جا سکتے تھے۔ حکومت نے امریکہ کو ہوائی اڈے دے کر افغانستان کا کم اور اپنا زیادہ نقصان کیا ہے۔ دو ماہ کی مسلسل وحشیانہ بمباری کابل و قندھار کے سقوط کے بعد بھی امریکہ اپنے اہداف حاصل نہیں کر سکا۔ طالبان نے پسپائی تو اختیار کی لیکن امریکہ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر رسوائی اختیار نہیں کی۔ امریکہ کا اصل ہدف اسامہ کی گرفتاری اور القاعدہ کا نیٹ ورک توڑنا تھا۔ کیا امریکہ اس مقصد میں کامیاب رہا؟ اسامہ کے بعد ملا عمر کی گرفتاری امریکہ کے لئے دوہرا دردِ سر بن گئی ہے۔ سقوط کابل میں اصل کامیابی روس' بھارت اور ایران کو حاصل ہوئی ہے۔ ہماری افغان پالیسی ناکام رہی۔ کابل اور دہلی کا رابطہ ہمارے لئے خطرہ کا الارم ہے۔ شمالی اتحاد کی بھارت نوازی ڈھکی چھپی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے عرب اور پاکستانیوں کو دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم دیا ہے۔ کابل کی مساجد سے لاؤڈ سپیکروں پر انڈیا کی موسیقی سنائی گئی۔ شمالی اتحاد کے کابل داخلہ کے موقع پر پاکستان مردہ باد کے نعرے لگائے گئے۔ مشرف حکومت کو یقیناً تسلیم کرنا پڑے گا کہ پاکستان کی سرحد 1700 میل سے تجاوز کر کے اب 3100 میل تک پھیل چکی ہے۔ کابل میں روس اور بھارت کا تسلط' ایران اور بھارت کی تجارتی دوستی کے بعد پاکستان کا استحکام خطرے میں پڑ سکتا ہے۔ طالبان کی رخصتی کے بعد افغانستان کی صورتحال دفاعی نکتہ نظر سے پاکستان کے لئے پریشان کن ہے۔ افغانی وزیر خارجہ کا دورہ بھارت اور پاکستان کے خلاف ان کا زہر آلود بیان آنے والے مخدوش حالات کی غمازی کر رہے ہیں۔ طالبان جیسے بھی تھے وہ اسلام کے شیدائی پاکستان کے فدائی تھے۔ پاکستان سے متعلق ان کی وفاداریاں شک و شبہ سے بالاتر تھیں۔ شمال میں وہ ہمارے لئے ڈھال تھے۔ ان کی موجودگی پاکستان کے لئے حوصلہ مندی کا باعث تھی۔ آج پاکستان کے نزدیک بھارت اور افغانستان کی سرحدیں یکساں نوعیت

اختیار کر گئی ہیں۔ طالبان کی پسپائی اور افغانستان میں انتشار کے بعد پاکستان کے لئے مشکلات بڑھ گئیں ہیں۔ ایک مستحکم پر امن اور پاکستان نواز افغانستان ہی پاکستان کے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ پاکستان نے اہم ہوائی اڈے امریکہ کو دے کر اپنے بال و پر کاٹ کر اس کے حوالے کر دیئے ہیں۔ پاکستان کی فضاؤں اور ہواؤں پر امریکہ کا قبضہ ہے جو مستقل وطن کے لئے خطرہ ہے۔ بھارت نے امریکہ کو ہوائی اڈے دیئے بغیر اور کوئی سی لاجسٹک سپورٹ دیئے بغیر امریکہ سے وہ فائدہ اٹھایا ہے جو پاکستان امریکہ کو سب کچھ دے کر بھی حاصل نہیں کر سکا۔ اب بھارت کو علاقے میں ایک خاص اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ پاکستان کی ایک سیاسی شخصیت کی بھارت یاترا کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کے مستقبل کے حکومتی سیٹ اپ میں امریکہ اور بھارت کا مشترکہ کردار نمایاں ہوگا۔

امریکہ نے افغانستان میں شہ زوری اور سینہ زوری کا مظاہرہ کر کے ایک طرح سے عالم اسلام کی عزت وحمیت کا امتحان بھی لیا ہے۔ جس میں اسے خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ یہ اسی کامیابی کے نشہ کا نتیجہ ہے کہ برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر یہ اعلان کر رہے ہیں کہ آئندہ عالم اسلام کی حکومتیں ان کی مرضی کے مطابق بنیں گی۔ باطل قوتوں کا یہ عزم اسلامی برادری کے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلم امہ کو ایک جسم کی حیثیت حاصل ہے۔ عالم اسلام کے حکمرانوں نے بیداری کا مظاہرہ نہ کیا تو افغانستان کے بعد امریکہ دیگر اسلامی ملکوں کے خلاف کارروائی سے باز نہیں آئے گا۔ افغانستان کی کامیابی کے بعد امریکہ طاقت کے نشہ میں بدمست ہو گیا ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم قائدین کمزور پالیسیوں کو ترک کر کے قوت ایمانی کا مظاہرہ کریں۔

انہیں جاگنا ہوگا اٹھنا ہوگا۔ ورنہ :

تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں

زوال باطل کی دعا پر پابندی

ہمارے نمائندے نے خبر دی ہے کہ حکومت نے اوقاف کی مساجد میں قنوت نازلہ پڑھنے پر پابندی لگادی اور خطیبوں سے اس مراسلہ پر دستخط بھی کرالئے گئے ہیں۔ جس میں یہ بھی درج ہے کہ امریکہ بھارت اور اسرائیل کے خلاف بددعا کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ جمعہ کا اردو خطبہ لاؤڈ سپیکر پر دینے سے احتراز کیا جائے۔ خلاف ورزی کرنے والے خطباء کے خلاف انضباطی کارروائی کی جائے گی۔ باطل کے زوال کی دعا کرنا اس کے خلاف جہاد کی ادنیٰ ترین صورتوں میں سے ایک ہے۔ کیسی ستم ظریفی ہے کہ امریکہ بھارت اور اسرائیل جو چاردانگ عالم میں مسلمانوں کی جانوں کا تعاقب کرتے اور ان کا لہو بہاتے ہیں ان کی صحت وسلامتی خود ہماری حکومت کو کس قدر عزیز ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وطن عزیز کے مسلمانوں سے کم از کم امریکی بھارتی اور اسرائیلی

جارحیت کے خلاف خدا کے حضور گڑگڑانے کا حق نہ چھینا جائے اور انہیں مساجد میں قنوت نازلہ بدستور پڑھنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ اس سے ملک کے امن وامان میں کوئی گڑبڑ پیدا نہ ہوگی اور ہمارے ممدوح انکل سام کو بھی کچھ گزند نہ پہنچے گا۔ افغانستان میں ملا عمر یا اسامہ محض ایک کور ہے۔ جسے امریکہ نے مسلم امہ صحیح العقیدہ مسلمانوں کے وجود کو ختم کرنے یا انہیں اپنے رنگ میں رنگنے کے لئے اختیار کیا ہے۔ یہی سلسلہ اس نے ہمارے ہاں بھی جاری کرنے کے لئے ہمارے حکمرانوں کو بہت سی ہدایات دے دی ہیں۔ جن پر ایک ایک کر کے عمل بھی شروع ہو چکا ہے اور جن کے بموجب دینی مدرسوں 'مسجدوں اور جہادی پکے عقیدوں کی کایا پلٹ' پہلے اخلاق اور پھر سختی سے کی جاتی رہے گی۔ حکومت کم از کم ہماری مساجد کو امریکی احکامات کی زد میں لانے سے معذرت کرے اور لوگوں کو باطل کے ظلم وستم کے خلاف قنوت نازلہ پڑھ کر اپنی بھڑاس نکالنے کے جائز حق سے محروم نہ کرے۔ کیونکہ اس سے حکومت یا نظام کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

بشکریہ نوائے وقت لاہور 9-12-2001

بقیہ: قبر کے مسافر

المبارک میں عذاب القبر (جس کو ہو) موقوف کردیا جاتا ہے۔

امام یافعیؒ نے روض الریاحین میں بعض اولیاء سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے خداوند قدوس سے درخواست کی کہ مجھے قبر والوں کے مقامات اور مراتب کا مشاہدہ کرایا جائے تو میں نے ایک رات یہ مناظر دیکھے کہ قبریں پھٹ گئی ہیں اور ان کے اندر بعض لوگ سندس کے بستروں پر آرام کر رہے ہیں اور بعض ریشم اور دیباج پر 'بعض پھولوں کی سیج پر اور بعض تختوں اور چارپائیوں پر اور دیکھا کہ ان میں سے کوئی رو رہا ہے اور کوئی ہنس رہا ہے۔ میں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! اگر تو چاہتا تو سب کو برابر حالت میں اور عزت میں کر دیتا۔ اس پر کسی قبر والے نے آواز دی کہ اے فلاں یہ مختلف منظر تو حسب اعمال ہیں۔ (جب اعمال وکردار مختلف ہیں تو قبر کا معاملہ بھی مختلف ہوگا۔ برابر کیسے ہو سکتا ہے؟۔) لہٰذا اب سنو! یہ سندس والے تو اعلیٰ اخلاق والے لوگ ہیں۔ حریر ودیباج والے شہداء ہیں۔ پھولوں کی سیج والے روزہ دار ہیں۔ یہ تختوں والے باہمی الفت ومحبت رکھنے والے لوگ ہیں۔ یہ گریہ زاری اور رونے والے لوگ گنہگار اور مجرم لوگ ہیں اور خوش باش اور ہنسنے والے لوگ یہ اصحاب توبہ ہیں۔ اللہ کریم ہم سب کو دونوں جہان میں خوش وخرم رکھے۔ قبر وحشر میں سرخرو اور کامیاب فرمائے۔ آمین! ثم آمین!

☆......☆......☆

اسرائیل کا خفیہ محکمہ

موساد کیسے کام کرتا ہے؟

موساد کے ایک جاسوس کے انکشافات!

اسرائیل کے جاسوسی ادارہ "موساد" پر کتاب کا مصنف وکٹر اوسٹراسکی اسرائیل کے خفیہ ادارہ میں زیر تربیت تھا۔ وہ کینیڈا کا شہری ہے۔ وہ حال ہی میں اسرائیلی بحریہ سے فارغ ہوا تھا کہ اسے موساد کے اداروں میں سے ایک ادارہ نے ہتھیا لیا۔ اس نے اپنی کتاب میں جس پر اسرائیل نے پابندی لگانے کی کوشش کی تھی انکشاف کیا ہے کہ میں نے مذکورہ ادارہ میں کینیڈا کے پاسپورٹ کے ڈھیر دیکھے۔ جو بالکل سادے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ایک ہزار سے زائد پاسپورٹ چرائے گئے ہیں۔ وکٹر نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ جب موساد دنیا میں کسی جگہ اپنے ایجنٹ بھیجنا چاہتا ہے تو یہ کینیڈین پاسپورٹ استعمال کئے جاتے ہیں۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسرائیلی حکومت نے کینیڈا کے شہر انتاریو میں مذکورہ کتاب کی تقسیم پر پابندی لگانے کا حکم حاصل کر لیا۔ چنانچہ کتاب کی اشاعت سے چار روز قبل نیویارک میں کتاب کے ناشر اسٹوڈارٹ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ کے دفتر میں کچھ لوگ گھس گئے اور وہاں پر موجود چند اہم فائلوں کی تفصیلی جانچ پڑتال کی گئی۔ اس کے باوجود اب یہ کتاب کینیڈا میں دستیاب ہے۔ چنانچہ ۱۶ ستمبر کو اسرائیل نے اس کتاب کی اشاعت روکنے کی کوشش ترک کر دی۔

۴۰ سالہ وکٹر اوسٹراسکی ۸۴ء تا ۸۶ء تک موساد کے لئے کام کرتا رہا۔ اس نے اپنی کتاب میں کینیڈا کے پاسپورٹ استعمال کئے جانے کے حیرت انگیز انکشافات کئے ہیں۔ اس نے لکھا ہے کہ موساد کی ایک کیمیائی تجربہ گاہ ہے۔ جہاں پاسپورٹ کا کاغذ تیار کیا جاتا ہے اور ماہر کیمیادان اصلی پاسپورٹ کے کاغذ کا تجزیہ کر کے اس کے مطابق نقلی پاسپورٹ کے لئے کاغذ تیار کرنے کا فارمولا بناتے ہیں۔ موساد کی ایک عظیم لائبریری بھی ہے جہاں متعدد ملکوں' شہروں' حتیٰ کہ ڈسٹرکٹ سطح تک کے پاسپورٹ موجود ہیں۔ اس کے علاوہ غیر ملکی پاسپورٹوں کی مہریں بھی موجود ہیں جنہیں موساد کے ایجنٹ ضرورت کے مطابق استعمال کرتے ہیں۔

کتاب میں انکشاف کیا گیا ہے کہ :

☆............اقوام متحدہ کی امن فوج میں شامل کینیڈا کے بعض سپاہی اسرائیل کے تنخواہ یافتہ ہیں۔

☆............اسرائیل اپنے عظیم اتحادی امریکہ کے خلاف بھی جاسوسی کرتا ہے۔

☆............موساد کے تقریباً ۷ ہزار حامی ہیں۔ جنہیں جاسوسی کے کام میں مدد دینے کے لئے کسی وقت بھی لندن طلب کیا جاسکتا ہے۔

☆............موساد کے پاس یورپ میں موجود تقریباً تمام بڑے ہوٹلوں کی ماسٹر چابیاں موجود ہیں۔

☆............موساد نے عراقی ایٹمی پلانٹ پر حملہ کی خاطر ایک بوئنگ ۷۰۷ طیارہ پر آئرلینڈ کی فضائی کمپنی کے طیارہ کا رنگ کردیا۔

☆............پیرس میں ایک مصری سائنس دان کو ایک طوائف کے ساتھ رکھا گیا۔ بعد میں دونوں کو قتل کردیا گیا۔

☆............لبنان' امریکہ اور فرانس کی امن فوج کو ان کے ٹھکانوں پر بم سے حملہ کی معمولی انداز میں اطلاع دی گئی۔

☆............موساد کا انتہائی قابل اعتماد ایجنٹ کینیڈا کا ایک افسر ہے جو شام کی سرحد کے قریب ناہریا میں مقیم ہے جو شام میں موجود موساد کے ایجنٹوں کا پیغام اسرائیل کو پہنچاتا ہے۔ وہ ضرورت کے مطابق شام اور اسرائیل کی سرحد میں داخل ہوسکتا ہے۔ اسی طرح موساد دیگر اور طریقوں سے بھی کینیڈا کو استعمال کرتا ہے۔

☆............کتاب میں موساد کے ایک ایسے ایجنٹ کا انکشاف کیا گیا ہے جو انتہائی اعلیٰ کیمروں سے اہم شخصیات کی تصاویر طوائفوں کے ساتھ اتارتا ہے۔ پھر انہیں بلیک میل کیا جاتا ہے۔

☆............موساد کے ایجنٹ امریکہ میں بھی موجود ہیں اور وہ امریکہ کو اپنے لئے کھیل کا میدان سمجھتے ہیں۔ یہ ایجنٹ نیویارک اور واشنگٹن میں زیادہ سرگرم ہیں جو ایک خصوصی اور انتہائی اہم جاسوسی ادارہ AL کے اہم شعبہ سے منسلک ہیں۔

☆............بیروت میں امریکی اور فرانسیسی فوجوں پر ۸۳ء میں بمباری کرکے ۲۹۹ افراد کو ہلاک کرنے کا ذمہ دار بھی موساد ہے کیونکہ بمباری کے بعد موساد کے ہیڈکوارٹرز میں اطمینان کا سانس لیا گیا۔

ٹورنٹو اسٹار ۱۸ ستمبر ۱۹۹۰ء

بحوالہ تکبیر ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۰ء

قسط نمبر۲

پروفیسر یوسف سلیم چشتی

شناخت مجدد

۲...... **قوت اصلاح:** مجدد کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ اس میں اصلاح کی خاص اور غیر معمولی قوت ہو اور یہ بات اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب اس نے پہلے اپنے احوال کی اصلاح کر لی ہو۔ ورنہ یوں تو ہر شخص وعظ و نصائح کا دفتر کھول سکتا ہے۔ اخلاق حسنہ کا درس دے سکتا ہے لیکن اس زبانی جمع خرچ سے افراد امت کی اصلاح کا عظیم الشان کام سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ مجدد وہ ہے جس کی زندگی سراپا قرآن و سنت کے مطابق ہو۔ یہ نہ ہو کہ جب مخالفین اس پر اعتراضات کریں تو وہ جامہ انسانیت سے معراء ہو کر انہیں بے نقط سنانے لگے اور اس کی تحریر ایسی سوقیانہ ہو جائے کہ اس کو پڑھ کے بے شرمی و بے حیائی بھی آنکھیں بند کر لیں۔ مجدد وہ ہے جس کے الفاظ میں جادو ہو۔ جس کی باتوں میں اعجاز ہو۔ جو دلوں کو اپنی طرف کھینچ سکے۔ جو حیوانوں کو انسان بنادے اور انسانوں کو خدا سے ملادے۔

۳...... : مجدد کے لئے تیسری شرط زہد و تقویٰ ہے۔ اس کی زندگی ایسی ہو کہ جو شخص اس کے پاس بیٹھے اسے یہ معلوم ہو کہ یہ شخص خدا رسیدہ ہے۔ وہ اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں خدا تعالیٰ اور اس کے احکام کو سامنے رکھے۔ اس کا ہر فعل اسلام کی عزت کے لئے ہو۔ نہ یہ کہ وہ اپنی مطلب برآری کے لئے بے گناہ انسانوں کو اذیت دے اور لوگوں کو تہدید آمیز خطوط لکھے کہ اگر تم میرا کہا نہیں مانو گے تو میں فلاں فلاں طریقہ سے تمہیں ایذا پہنچاؤں گا اور اپنے بیٹے سے کہہ کر تمہاری لڑکی کو طلاق دلوادوں گا۔ ظاہر ہے کہ ایسی بات اس شخص کے قلم سے ہرگز نہیں نکل سکتی جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تقویٰ یا خوف خدا ہو گا۔ مجدد وہ ہے جس کی زندگی زہد و اتقاء کی جیتی جاگتی تصویر ہو۔ اس کا اشد مخالف بھی یہ نہ کہہ سکے کہ اس کا فلاں فعل شرط تقویٰ کے خلاف ہے۔ حاشیہ نشینوں کی گواہی چنداں معتبر نہیں: ”الفضل ماشهدت به الاعداء۔“ بزرگی وہ ہے جس کی گواہی دشمن بھی دے۔ متقی وہ ہے جس کی زندگی سراپا قرآن مجید کے سانچہ میں ڈھلی ہوئی ہو اور مجدد بننے کے لئے یہ لازمی شرط ہے جو متقی نہیں وہ مؤمن بھی نہیں مجدد ہونا تو بڑی بات ہے: ”ذلك فضل الله يوتيه من يشآء۔“ والا مضمون ہے۔

۴…… : چوتھی شرط یہ ہے کہ مجدد مسلمانوں کو حریت کا درس دے۔ حریت اسلام کا امتیازی نشان ہے۔ مسلمان اگر حقیقی معنوں میں مسلمان بن جائیں تو وہ غلام نہیں رہ سکتے: ”انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔“ اس پر شاہد ہے۔ پس مجدد کی ایک خاص شناخت یہ بھی ہے کہ وہ مسلمانوں کو یہ بتائے کہ اسلام اور اغیار کی غلامی یہ اجتماع ضدین ہے۔ مجدد کا کام یہ ہے کہ وہ لوگوں میں ایمان کی شمع کو از سر نو روشن کرے نہ یہ کہ انہیں الٹا غلامی کا سبق پڑھائے اور اغیار کی گرفت کو مضبوط کرے۔ مجدد کا فرض یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو یہ بتائے کہ شیر کی حیات یک روزہ روباہ کی حیات صد سالہ سے بہتر ہے۔ اگر وہ ناساعدہ حالات کی وجہ سے انہیں آزادی سے ہم آغوش نہ کرا سکے تو کم از کم اس گوہر گراں مایہ کو حاصل کرنے کا ولولہ تو ان کے اندر پیدا کرے۔ نہ یہ کہ اغیار کی شان میں قصیدہ خوانی کرے اور ان کی پالیسی کو شرط ایمان اور جزو اسلام بنالے۔

۵…… : پانچویں شرط جو شرط ماسبق کا منطقی نتیجہ ہے۔ اعلائے کلمۃ الحق کی صفت ہے جس کا پایا جانا مجدد میں ازبس ضروری ہے۔ حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام الاحرار امام ابن تیمیہؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی زندگیوں میں یہ صفت نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ چنانچہ آخر الذکر دو حضرات نے جیل خانہ کی صعوبتوں کو بطیب خاطر برداشت کیا لیکن اعلائے کلمۃ الحق کا دامن کسی حال میں ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

جب معاندین وحاسدین نے جہانگیر کے کان بھرے کہ شیخ سرہندیؒ حضور کے خلاف سازش میں مصروف ہیں تو ممکن تھا کہ حضرت موصوف جہانگیر کی شان میں ایک قصیدہ مدحیہ لکھ کر نہ صرف رنج قید سے محفوظ ہو جاتے بلکہ دنیاوی حشمت سے بھی بہرہ اندوز ہوتے لیکن آپ نے اپنے دوستوں سے فرمایا کہ امتحان کا وقت آپہنچا۔ دعا ہے کہ پائے ثبات میں لغزش نہ آئے۔ جہانگیر نے آپ کو گوالیار کے جیل خانہ میں بھجوادیا لیکن آپ نے معافی مانگ کر حریت اور صداقت کے نام کو بٹہ نہیں لگایا اور دوران اسیری میں تمام قیدیوں کو اسلام کا شیدا بنا کر جہانگیر اور اس کے حاشیہ نشینوں کو محو حیرت کر دیا۔ پھول کو جس جگہ رکھو گے خوشبو دے گا۔ ان لوگوں نے بھی جن کو عرف عام میں مجدد نہیں کہتے اعلاء کلمۃ الحق کی روشن مثالیں ہمارے سامنے پیش کی ہیں۔ مثلاً سید الشہداء حضرت حسینؓ اور امام عالی مقام حضرت احمد بن حنبلؒ۔

الغرض جو شخص مسلمانوں کی اصلاح اور تجدید دین کے لئے مبعوث ہو اس کا اولین فرض یہ ہے کہ حق بات کہنے سے کسی حال میں بھی باز نہ رہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس کام سے اسے باز نہ رکھ سکے۔ میری رائے میں تو مردان حق آگاہ کی یہ پہلی نشانی ہے۔

۶ …… **خلق**: چھٹی شرط یہ ہے کہ مجدد خلق محمدی کا نمونہ ہو۔ کیونکہ انسانیت کا کمال اسی صفت سے ظاہر ہوتا ہے اور اگر مجدد میں خود یہ صفت نہ ہو تو وہ دوسروں کو کیا انسان بنا سکتا ہے؟۔ مجدد وہ ہے جس کی صحبت میں بیٹھ کر خلق محمدی کی تصویر آنکھوں کے سامنے آجائے۔ مجدد وہ ہے جو دشمنوں کے حق میں بھی دعا کرے نہ یہ کہ انہیں گالیاں دے اور اعتراضات سن کر جامہ سے باہر ہو جائے۔

۷ …… : ساتویں شرط مجدد بننے کے لئے یہ ہے کہ اس میں مقناطیسی کشش پائی جائے جو دراصل روحانیت اور خدارسی کی بدولت پیدا ہوتی ہے۔ حضرت سید احمد صاحب رائے بریلویؒ کہ صدی سیزدھم کے مجددین میں سے تھے۔ صفت روحانیت سے نمایاں طور پر متصف تھے۔ لوگ ان سے مناظرہ کرنے آتے تھے لیکن ان کے حلقہ بگوش ہو کر واپس جاتے تھے۔ کلکتہ کے زمانہ قیام میں انہوں نے ہزارہا مسلمانوں کو از سر نو مسلمان بنا دیا۔ کتاب و سنت کو زندہ کرنا ان کا دن رات کا مشغلہ تھا اور یہی ایک مجدد کا مقصد حیات ہوتا ہے۔

اولیاء اللہ بھی اپنے اپنے زمانہ میں اصلاح کا کام کرتے ہیں۔ اس لئے ان میں بھی یہ صفت نمایاں ہوتی ہے۔ کون سا مسلمان ہے جو میرے آقا اور مولیٰ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ کی روحانیت سے واقف نہیں ہے۔ جوگی جیپال پر جو فتح حضور نے پائی اسے جانے دیجئے۔ وہ تو حضرت ختمی مرتبت سردار دوجہاں تاجدار مدینہ ﷺ کی غلامی کا ایک ادنیٰ کرشمہ تھا۔ روزانہ زندگی اس قدر روحانیت سے لبریز تھی کہ جس پر ایک نگاہ پڑ گئی اس کی کایا پلٹ گئی۔ وصال کے بعد بھی حضور ﷺ کا مزار پرانوار مرجع سلاطین رہا۔ بڑے بڑے کجکلاہ آستان بوسی اور ناصیہ فرسائی کو اپنے لئے موجب سعادت سمجھتے رہے۔ یہ سب روحانیت ہی کے کرشمے ہیں۔

مجددین میں بھی یہ صفت لازمی طور پر پائی جاتی ہے۔ روحانیت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ روحانیت کو مجدد سے وہی نسبت ہے جو خوشبو کو پھول سے۔ خوشبو نہ تو پھول کس کام کا؟۔ محض منطق اور فلسفہ سے انسان خود اپنے آپ کو مطمئن نہیں کر سکتا۔ دوسروں کو کیا ایمان اور ایقان عطا کرے گا؟۔ حکمت نظری کافی ہوتی تو امام غزالیؒ کیوں نواح دمشق میں بادیہ نشینی اختیار کرتے؟۔

۸ …… : مجدد کے لئے آٹھویں شرط یہ ہے کہ وہ دنیاوی بکھیڑوں سے بالکل پاک صاف ہو۔ دنیا میں رہے لیکن دنیاوی امور سے بالکل الگ تھلگ۔ باہمہ و بے ہمہ خاصان خدا کی ہر زمانہ میں یہی روش رہی ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور مولانا محمد قاسمؒ صاحب کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں۔ یہ بزرگ بظاہر دنیا میں رہتے تھے لیکن دنیادارانہ تھے۔ ان کی تمام تر توجہ خدا اور اس کے پسندیدہ دین کی طرف مبذول رہتی تھی اور ہر وقت تبلیغ و اشاعت

اسلام میں مصروف رہتے تھے۔ نہ کسی سے چندہ طلب کرتے تھے نہ اشتہار شائع کرتے تھے۔

9 ...... :نویں شرط یہ ہے کہ مجدد میں عاجزی اور انکساری پائی جائے۔ مجدد وہ جو علم اور فروتنی ' ایثار اور تن کا ایک پیکر مجسم ہو : "نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین" باوجود عالم ہونے کے اپنے آپ کو دوسروں سے .. تر نہ سمجھے۔ جس قدر اس کی شہرت ہوتی جائے وہ خاکساری اختیار کرے۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ کو جن لوگوں نے دیکھا ہے ان کا بیان ہے کہ وہ سادگی اور فروتنی میں اپنی مثال آپ ہی تھے۔ کبھی کوئی کلمہ غرور یا تکبر کا ان کی زبان سے نہیں نکلا۔ اجنبی لوگوں کو یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ قاسم العلوم کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ تمام عمر نان جویں پر قناعت کی اور کھدر کے علاوہ کوئی کپڑا زیب تن نہیں فرمایا۔ اگرچہ ایک دنیا ان کی کفش برداری کو موجب سعادت سمجھتی تھی لیکن ان کے کسی قول یا فعل سے یہ بات کبھی مترشح نہیں ہوئی کہ وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ جو شخص اپنی حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے وہ اپنے آپ کو ہیچ سمجھتا ہے اور اپنی زندگی کا مقصد دوسروں کی خدمت قرار دیتا ہے۔ فخر و مباحات سے کوسوں دور رہتا ہے کہ یہ بات اس امر کا ثبوت ہے کہ نفس امارہ ابھی زندہ ہے۔ ایسے لوگوں سے فوق العادت کام ظاہر ہوتے ہیں لیکن وہ ان پر نازاں نہیں ہوتے۔ وہ دوسروں کے لئے جیتے ہیں اپنے لئے نہیں اور اسی میں سروری کا راز مضمر ہے۔

10 ...... :دسویں اور آخری شرط مجددیت یہ ہے کہ مجدد اپنی زندگی میں کوئی ایسا کار نمایاں انجام دے جس کو دیکھ کر آنے والی نسلیں بھی اس کے مرتبہ کا اعتراف کریں۔ جسے ہم انگریزی میں WORK OF PER-MANT VALUE کہہ سکتے ہیں۔ خواہ وہ کام جہاد سے متعلق ہو یا تقریر سے ' تحریر سے وابستہ ہو یا تصنیف سے ' اصلاح رسوم سے متعلق ہو یا قیام چشمہ فیض سے۔

مثلاً امام غزالیؒ کی احیاء العلوم ' امام رازیؒ کی تفسیر اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی حجۃ اللہ البالغہ ایسی کتابیں ہیں جن کو پڑھ کر ہر منصف مزاج انسان ان بزرگوں کی جلالت شان کا معترف ہو جاتا ہے " مشك آنست كه خود ببويدنه كه عطار بگويد "لطف تو اسی بات میں ہے کہ مجدد کی ظاہری اور باطنی زندگی ایسی ہو کہ اس کے ہمعصر اور آئندہ نسلیں جب اس کے کارنامے دیکھیں تو غلبۂ ظن کی بنا پر اسے خود بخود مجدد کا لقب دے دیں۔ مجدد کا کام یہ ہے کہ لوگوں کو کتاب اور سنت کی طرف بلائے۔ اسلام کو از سر نو زندہ کر دے۔ بدعات کا قلع قمع کر دے۔ لوگ اسے خود بخود مجدد کہنے لگیں گے۔ اس کے لئے نہ دعویٰ کرنا ضروری ہے نہ مسلمانوں پر اس کی شناخت فرض ہے۔

دعویٰ تو وہ کرتا ہے جو نئی بات یا نیا پیغام لاتا ہے۔

مجدد تو صرف کتاب وسنت کو پیش کرتا ہے جو پہلے سے موجود ہوتی ہے لیکن لوگ ان دونوں کی طرف سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اس کا کام یہ ہے کہ اسلام کی اصلی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرے۔ اپنے طریق عمل سے لوگوں میں اسلامی شریعت پر عامل ہونے کی تحریک پیدا کردے اور کوئی کام ایسا کر جائے جس کو دیکھ کر آنے والی نسلیں اس کے مرتبہ کو بآسانی شناخت کر سکیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی

ہمارے زمانہ میں قادیان میں ایک مدعی پیدا ہوئے جنھوں نے مجددیت اور نبوت کا دعویٰ کیا۔ ان کی وفات کے بعد ان کی امت دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔ قادیانی اور لاہوری۔ اول الذکر فریق کا دعویٰ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت تھے اور ان کا منکر اسی طرح کافر ہے جس طرح آنحضرت ﷺ کا 'لا اله الا الله محمد رسول الله' اب بے کار ہے جب تک اس کے ساتھ مرزا قادیانی کی نبوت کا بھی اقرار نہ کیا جائے۔ اس عقیدہ کی تردید میں فقیر نے ایک مضمون بعنوان "ختم نبوت" لکھ کر خدا کی حجت اس گروہ پر پوری کر دی۔

آخر الذکر فریق کا دعویٰ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت نہ تھے بلکہ چودھویں صدی کے مجدد تھے اور ان کے تسلیم نہ کرنے سے کوئی مسلمان اگرچہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا لیکن ایک شدید غلطی کا مرتکب ضرور ہوتا ہے۔ پس میں نے مناسب سمجھا کہ مسلمانوں کے فائدہ کے لئے اس فریق کے دعویٰ کو بھی کسوٹی پر پرکھ لیا جائے تاکہ مسلمان اس بات کا فیصلہ کر سکیں کہ آیا مرزا غلام احمد قادیانی اس لائق ہے کہ اسے چودھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا جائے۔

اس لئے میں نے گزشتہ اوراق میں حدیث مجدد کی حتی المقدور صراحت و وضاحت کر کے وہ معیار ناظرین کے سامنے رکھ دیا ہے جس پر مدعی مجددیت کو پرکھا جا سکتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو اس معیار پر پرکھنے سے قبل اس فریق کی خدمت میں بعض حقائق پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

ا...... : مرزا غلام احمد قادیانی محض مجددیت کا نہیں ہے بے شک ان کے دعاوی کا سلسلہ مجددیت سے شروع ہوتا ہے لیکن متعدد مراتب طے کرتا ہوا ان کی وفات سے قبل نبوت پر منتہی ہوتا ہے اور دعویٰ وہ لائق اعتناء ہے جو آخر میں کیا جائے۔ پس ان کا اصلی دعویٰ نبوت کا ہے نہ کہ مجددیت کا۔ کسی زمانہ میں یعنی قبل ۱۹۰۱ء ان کا خیال تھا کہ: "خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟" لیکن جب ۲۳ سال تک بارش کی طرح متواتر وحی نازل ہوتی رہی تو وہ اس عقیدہ پر کہ :

ہست — اوخیر — الرسل — خیر الانام

ہر — نبوت — رابرو شد — اختتام

(درثمین ص ۱۱۴ ، سراج منیر ص ۹۳ ، خزائن ج ۱۲ ص ۹۵)

قائم نہ رہے اور انہوں نے بایں معنی دعویٰ نبوت کر دیا کہ میں آنحضرت ﷺ کے فیض روحانی سے نبی بن گیا ہوں کیونکہ آپ کی توجہ نبی تراش ہے اگرچہ میں کوئی نئی شریعت نہیں لایا لیکن میری نبوت ویسی ہی ہے جیسی انبیائے ماسبق کی تھی۔ اس دعویٰ کو انہوں نے ایک غلطی کے ازالہ (خزائن ج ۱۸) میں شائع کیا۔ یہ اشتہار ۱۹۰۱ء میں منصۂ شہود پر آیا تھا جس نے امت اسلامیہ میں ایک نئے فتنہ کا دروازہ کھول دیا اور وحدت ملی کو پارہ پارہ کر دیا۔

اس اعلان کے بعد اسلام مردہ ہو گیا اور اس نئی نبوت پر ایمان لانا نجات کے لئے لازمی ٹھہرا۔ چنانچہ ۱۹۰۵ء میں جب بعض سربرآوردہ قادیانی افراد نے "حضرت صاحب" کی خدمت میں یہ چیز پیش کی کہ مناسب ہے کہ ریویو آف ریلیجنز میں قادیانیت سے متعلق مضامین شائع نہ ہوں تاکہ غیر قادیانی بھی اسے خرید سکیں تو مرزا غلام احمد قادیانی نے اس تجویز کو ناپسند کیا۔ مجوزین سے سخت ناراض ہوئے اور فرمایا! مجھے چھوڑ کر مردہ اسلام پیش کرنا چاہتے ہو؟ آج کے دن نجات میرے اوپر ایمان لانے میں منحصر ہے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ وہ مسلمان ہی کب ہے۔

بے — بہرہ — آنکہ — دور — بماند — زلنگرام

چنانچہ مجوزین نے توبہ کی اور یہ تجویز رد ہو گئی۔ اس وقت کسی نے یہ نہ کہا کہ جناب آپ نے تو لکھا ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی بناء پر کوئی مسلمان کافر نہیں ہو سکتا۔ پھر آج آپ کیوں کر اپنے وجود کو شرط اسلام قرار دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کا خاموش ہو جانا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ بھی تبدیلی عقیدہ پر ایمان لا چکے تھے اور حضرت صاحب کو نبی یقین کرتے تھے۔

ان مجوزین میں ایک اللہ کا بندہ ایسا بھی تھا (یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب مرحوم پٹیالوی جنہوں نے توبہ کرنے کے بعد بہت سی مفید کتابیں رد قادیانیت میں لکھیں) جس کی قسمت میں ایمان کی دولت لکھی ہوئی تھی۔ اس نے وہی کیا جو ایک مسلمان کو کرنا چاہیے تھا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کو لکھا کہ آپ کا دعویٰ صرف مجددیت کا تھا۔ لیکن اب آپ اپنے وجود کو اسلام کے لئے شرط قرار دیتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تک کوئی مسلمان آپ پر ایمان نہ لائے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ نیز اس کے معنی یہ ہیں کہ کلمہ طیبہ اب ناقص اور ناکافی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس مرید کو تسلی نہ دے سکے اور ۱۹۰۶ء میں اللہ کا یہ بندہ مرزا غلام احمد قادیانی کی غلامی سے نکل کر پھر دائرہ

اسلام میں داخل ہو گیا۔

مقصود اس تحریر سے یہ ہے کہ لاہوری جماعت کے وہ لوگ جو آج مرزا غلام احمد قادیانی کو صرف مجدد اور خادم اسلام قرار دے رہے ہیں ذرا خدا کو حاضر و ناضر جان کر بتائیں کہ اگر فی الحقیقت مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ صرف مجددیت ہی کا تھا اور اگر وہ آنجہانی کو صرف مجدد ہی سمجھتے تھے تو کیوں نہ انہوں نے اس وقت یہ کہا کہ جناب والا! مجدد پر ایمان لانا کونسی نص صریح سے ثابت ہے جو آپ منکرین کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے رہے ہیں؟۔ اگر آپ مجدد ہیں تو لوگوں کو کتاب و سنت کی طرف بلائے جائیں: ”لست علیهم بمصیطر۔“ جس کا جی چاہے آپ کی بات مانے جس کا جی چاہے نہ مانے۔ آپ کا منصب صرف اصلاح ہے۔ اصلاح کئے جائیں۔ اپنے وجود کو شرط اسلام قرار دینا یعنی چہ؟۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ جو لوگ آج ۱۹۳۵ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کو صرف مجدد قرار دیتے ہیں ۱۹۰۵ء میں انہیں نبی ہی تسلیم کرتے تھے۔ پس آج ان کا یہ کہنا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی نہ تھے کتمان حق بھی ہے اور خلاف واقعہ بھی۔ کیوں نہ یہ بات ۱۹۰۵ء میں کہی۔

اس کے علاوہ لاہوری فریق میں ایسے افراد بھی ہیں جنہوں نے ۱۹۰۶ء کے ریویو آف ریلیجنز ج ۵ شمارہ نمبر ۴ ص ۱۳۲ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی لکھا ہے اور مرزا قادیانی نے اپنے اعلانات سے اس عقیدہ پر مہر توثیق ثبت فرمائی۔ پس معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت حقیقی کا تھا اور لاہوری جماعت کے افراد بھی۔ کیونکہ ۱۹۱۴ء سے پہلے اس جماعت کا وجود ظاہر میں نہ تھا ان کو نبی ہی سمجھتے تھے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد ظاہر کرنے کی ”بدعت“ ۱۹۱۴ء سے شروع ہوئی جب حکیم نورالدین خلیفة المسیح اوّل کی وفات پر جماعت میں اختلاف پیدا ہوا اور قادیانی اور لاہوری دو فریق بن گئے۔ قادیانی جماعت ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریرات کو مستند سمجھتی ہے اور اس سے پہلی تحریرات کو منسوخ سمجھتی ہے۔ لاہوری جماعت ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریرات کو پیش کرتی ہے اور ۱۹۰۱ء کے بعد کی اپنی اور مرزا قادیانی دونوں کی تحریرات کو کالعدم تصور کرتی ہے۔ لاہوری جماعت کے لوگ ۱۹۱۴ء سے پہلے مرزا قادیانی کو منہاج نبوت پر پرکھا کرتے تھے ور ریویو کے فائل اس دعویٰ پر شاہد ہیں۔ اگر یہ لوگ مرزا قادیانی کو نبی نہیں سمجھتے تو پھر انہیں منہاج نبوت پر پرکھتے کیوں تھے؟۔ چنانچہ ۱۹۰۵ء میں جب ریاست حیدر آباد میں موسیٰ ندی میں طغیانی آئی اور ہزار ہا بندگان خدا نذر سیلاب ہو گئے تو لاہوری جماعت کے ایک سربر آوردہ رکن نے ”صحیفہ آصفیہ“ لکھ کر حضور نظام کو اس حقیقت کبریٰ کی طرف متوجہ کیا تھا کہ یہ عذاب جو آپ کی رعایا پر نازل ہوا ہے اس لئے ہے کہ انہوں نے اس زمانہ کے نبی کو

(جسے نذیر کی قرآنی اصطلاح کے پردہ میں پیش کیا گیا تھا) تسلیم نہیں کیا اور اپنے دعویٰ نبوت میں قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کیا تھا:

"ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ "﴿یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتے جب تک اس قوم میں ایک رسول مبعوث نہ کر دیں۔﴾

پس صحیفہ آصفیہ کے مصنف کے ذہن میں مرزا غلام احمد قادیانی مجدد نہ تھے بلکہ رسول تھے اور اس کی تائید خود مرزا غلام احمد قادیانی نے یوں فرمادی:

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔"(بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء' ملفوظات ج۱۰ص ۱۲۷)

خدا کی شان کہ ۱۹۱۴ء میں "خلافت ثانی" کی تاسیس کے موقع پر انصار اللہ (میاں محمود احمد کے حامی) کی جماعت "لاہور کے پاک ممبروں" پر غالب آ گئی اور یہ لوگ اپنی مصلحت کے ماتحت قادیان سے ہجرت کر کے لاہور آگئے اور قادیانی تحریک میں ایک نئے دور کا آغاز ہو گیا۔

قادیان سے قطع تعلق کرنے کے بعد صاف ظاہر تھا کہ قادیانی احمدی حضرات جواب "مبائعین" کے لقب سے سرفراز تھے۔ ان "باغیان خلافت" کی امداد نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے الفضل (قادیانی جماعت کا آرگن) اور پیغام صلح (لاہوری جماعت کا آرگن) محمودی اور پیغامی محاذ قائم ہو گیا اور بیک گردش چرخ نیلو فری مرزا قادیانی کو منہاج نبوت پر پرکھنے والے اور موسیٰ ندی کی طغیانی کو عذاب الٰہی سے تعبیر کرنے والے بھولے بھالے مسلمانوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے لگے اور اس کے ثبوت میں بلاد مغرب میں مرزا قادیانی کا ذکر سم قاتل قرار دیا گیا۔

۲...... : مرزا غلام احمد قادیانی نے ممکن ہے کسی زمانہ میں مجددیت کا دعویٰ کیا ہو لیکن ۱۹۰۱ء سے لے کر ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء تک یعنی وفات سے تین دن پہلے تک انہوں نے کسی کتاب میں کسی تقریر میں کسی اشتہار میں کسی جگہ یا کسی شخص سے یہ نہیں کہا کہ میں مجدد ہوں۔ ہر جگہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے منکروں اور مخالفین کو "جنگلی سوروں سے بدتر" قرار دیا ہے۔ اس نبوت کی خواہ کچھ ہی تاویل کیوں نہ کی جائے وہ مجددیت کی ہم معنی نہیں بن سکتی۔ ۱۹۰۱ء کے بعد جب کبھی مرزا قادیانی کو "ایام الصلح" میں اپنے قلم سے لکھی ہوئی خاتم النبیین کی تفسیر دماغی یا عقلی انتشار میں مبتلا کرتی تھی تو وہ اپنے نفس کو تسکین دینے اور اسلامی روح سے ناواقف مریدوں کو مطمئن کرنے اور واقف حال مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لئے اپنی خانہ ساز نبوت کو ظل اور بروز کی اصطلاحات غیر شرعیہ کے پردہ میں پوشیدہ کر لیا کرتے تھے۔ لیکن ان مصطلحات غیر شرعیہ کا مفہوم خود اپنی منشاء کے مطابق معین کرتے تھے تاکہ اپنے منکرین کو خدا اور رسول کا منکر قرار دے سکیں۔

ورنہ اگر ظلی نبوت کے معنی غیر حقیقی یا مجازی نبوت کے لئے جائیں تو ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی بحیثیت غیر حقیقی نبی حضرت عیسیٰ سے افضل نہیں ہو سکتے تھے جو حقیقی نبی تھے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نہایت اطمینان کے ساتھ فرماتے ہیں:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

اور مرزا غلام احمد قادیانی کے مفہوم اور منشائے حقیقی کو ان کے سچے پیراؤں نے آگے چل کر یوں بے نقاب کر دیا ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

(اخبار بدر قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء ص ۱۴)

اس شعر کی رو سے مرزا قادیانی اپنی شان کے لحاظ سے آنحضرت ختمی مرتبت ﷺ سے بھی چار قدم آگے نظر آتے ہیں اور چونکہ بارگاہ خلافت سے اس شعر پر شاعر کو وہ فرتر نہیں دیا گیا۔ اس لئے ہم نے خرمات سراپردۂ خلافت قادیان یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ "وابستگان دامن محمود" مرزا قادیانی کو آنحضرت ﷺ سے بھی برتر یقین کرتے ہیں۔

الغرض مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور بکرات ومرات کیا ہے۔ جس میں کسی شبہ کی مطلق گنجائش نہیں ہے۔ پس ان کو منہاج نبوت ہی پر پرکھنا مناسب ہے۔ لیکن لاہوری حضرات اس امر پر مصر ہیں کہ انہوں نے صرف مجددیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس لئے اپنے اتمام حجت کرنے اور مسلمانوں کو حقیقت حال سے آگاہ کرنے کے لئے ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو منہاج مجددیت پر ہی پرکھیں گے۔

لسان الغیب فرماتے ہیں:

خوش بود گر محک تجربه آید بمیاں
تاسیه روئے شود ہرکه دروغش باشد

(جاری ہے!)

☆......☆......☆

پروفیسر یوسف سلیم چشتی

ختم نبوت

ایک شبہ کا ازالہ

کسی نبی کا توریت کے مطابق فیصلہ کرنا اس امر کی دلیل نہیں کہ اس نبی کو ہدایت نہیں ملی۔ کیونکہ خود آنحضرت ﷺ نے کئی دفعہ توریت کے مطابق فیصلہ کیا ہے اور سب جانتے ہیں کہ آپ خود صاحب کتاب ہیں۔

ان دو نصوص قرآنی کی روشنی میں یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ پر نبوت ختم ہوگئی۔

خلاصہ کلام

انبیاء کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ انسان کو فوز وفلاح کا بہترین طریقہ 'نجات کا صحیح راستہ' زندگی کا ارفع واعلیٰ نصب العین' روحانی مدارج طے کرنے کا یقینی ذریعہ عطا کردیا جائے۔ لہٰذا جبکہ بفحوائے نص قرآنی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی شکل میں انسان کو کامل ہدایت عطا کردی تو جس مقصد کے لئے انبیاء کا سلسلہ جاری کیا گیا تھا وہ لامحالہ ختم ہوگیا اور منطق کا مسلمہ اصول ہے:

" اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ۔ " ﴿جب شرط فوت ہوجاتی ہے تو مشروط بھی فوت ہوجاتا ہے۔﴾

چونکہ آنحضرت ﷺ کے وسیلہ سے وہ کامل ہدایت عطا کی گئی ہے۔ اس لئے منطقی طور پر آپ اس سلسلہ کے خاتم ہیں۔ اس لئے قرآن پاک نے صاف لفظوں میں اعلان کردیا کہ:

"مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ۔ احزاب ۴۰"

﴿محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں اور سلسلہ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔﴾

مندرجہ بالا تصریحات قرآنیہ کی روشنی میں خاتم النبیین کی تفسیر بالکل آسان اور واضح ہے۔ ہم اس آیت کا

ترجمہ خود نہیں کرتے بلکہ قادیانی حضرات کے امام اور مطاع کے الفاظ پیش کرتے ہیں۔

گواہ عاشق صادق در آستیں باشد

"یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت صاف دلالت کر رہی ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی دنیا میں نہیں آئے گا۔" (ازالہ اوہام ص ۶۱۴ 'خزائن ج ۳ ص ۴۳۱)

اگرچہ عبارت اپنے مفہوم کے لحاظ سے کسی مزید تشریح کی محتاج نہیں۔ تاہم ایک حوالہ اور بھی ملاحظہ کر لیجئے:

"آگاہ ہو کہ خدائے رحیم و کریم نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور ہمارے نبی ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: "لا نبی بعدی ." ﴿یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾" (حمامۃ البشریٰ ص ۲۰ 'خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)

جب تک مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اس وقت تک ظلی اور بروزی 'تشریعی اور غیر تشریعی حقیقی اور مجازی کی تقسیم بھی پیدا نہیں ہوئی تھی: "لا نبی بعدی ." کے معنی وہی کئے جاتے تھے جو سارے مسلمان کرتے ہیں۔ ان حوالوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی خدا کی طرف سے نہ تھا۔ ورنہ اس کو ابتداء ہی سے قرآن کا صحیح علم عطا کر دیتا مگر جیسا کہ ارباب نظر کو معلوم ہے کہ خدا نے ایک عرصہ تک ان کو نبوت کی حقیقت سے بے خبر رکھا۔

عربی زبان میں جس قدر مستند لغات ہیں سب میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی لکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ تاج العروس ج ۱۶ ص ۱۹۰ 'لسان العرب ج ۴ ص ۲۴ 'مفردات راغب ص ۱۴۲ اور مجمع البحار ج ۲ ص ۱۵ چاروں میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہی ملتے ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ لغت مرتب کرنے والوں نے اپنا عقیدہ لکھ دیا ہے لیکن یہ محض دھوکا ہے۔ بار ثبوت مدعی کے ذمہ ہوتا ہے۔ وہ ثابت کریں کہ لغت بنانے والوں نے اپنا عقیدہ لکھا ہے:

اس کے علاوہ E.W.LANE تو عیسائی ہے۔ اس نے اپنی ڈکشنری میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کیوں لکھ دیئے۔

اگرچہ قرآن مجید میں ختم نبوت پر متعدد نصوص موجود ہیں لیکن میں اس مختصر مضمون میں صرف انہی تین نصوص پر اکتفا کرتا ہوں اور اب احادیث صحیحہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

پہلی حدیث ...."لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ كَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وفی رواية يزعم انه نبی وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ ۰ ترمذی ج۲ ص ٤٥، ابوداؤد ج ۲ ص ١٢٦" ﴿قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک بہت سے دجال اور کذاب نہ اٹھائے جائیں جن میں سے ہر ایک یہ بکتا ہو کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔﴾

اس حدیث میں خود آنحضرت ﷺ نے ایک فیصلہ کن بات فرمادی جس کے بعد کوئی مسلمان جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا خاتم النبیین کے حقیقی مفہوم میں شک نہیں کر سکتا۔ حضور ﷺ نے اس کے معنی خود کر دیئے کہ میں سلسلہ انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

"لانبی بعدی ۰" میں لائے نافیہ جنس کی نفی کرتا ہے۔ یعنی کسی قسم کا نبی نہیں پیدا ہوگا۔ ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ ہوگیا۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی ایام الصلح ص ١٤٦، خزائن ج ١٤ ص ٣٩٣ پر لکھا ہے کہ :

"لانبی بعدی ۰" میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرات اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔"

سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے بعد کونسی وحی ایسی نازل ہوگئی جس کی رو سے اب : "لانبی بعدی ۰" میں وہی لائے نافیہ جنس کی نفی نہیں کر سکتا۔

بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی است

دوسری حدیث ملاحظہ ہو : "اِنَّ مَثَلِيْ وَمَثَلَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ ۰ بخاری ج١ ص ٥٠١ ومسلم ج٢ ص ٢٤٨" ﴿میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بنایا ہو اور اس کو آراستہ

پیراستہ کیا ہو مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو۔ لوگ اس کے پاس چکر لگا رہے ہوں اور خوش ہوتے ہوں اور کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (کہ عمارت مکمل ہو جاتی۔) فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔﴾

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء کے ہیں اور یہ کہ قصر نبوت مکمل ہو چکا ہے۔ اب کسی اینٹ کی گنجائش نہیں ہے۔

قربان جایئے آنحضرت ﷺ کے۔ آپ نے کیسی خوبصورتی کے ساتھ اس حقیقت کا اعلان فرمادیا کہ میں آخری نبی ہوں۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ سلسلہ بعثت انبیاء کو ایک عمارت تصور کر لو۔ عمارت اینٹوں سے پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے۔ معمار ایک عرصہ تک اس عمارت کو اینٹوں سے بناتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ عمارت پایہ تکمیل کو پہنچ گئی اور صرف ایک اینٹ کی کسر باقی رہ گئی۔ آخر ایک دن اس نے وہ آخری اینٹ بھی لگادی۔ کیا اب کوئی شخص خواہ وہ کتنا ہی بڑا کاریگر کیوں نہ ہو اس عمارت میں کسی اینٹ کا اضافہ کر سکتا ہے؟۔

اس طرح اس قصر نبوت کی تکمیل کے بعد نہ تشریعی نبوت کی اینٹ کی گنجائش ہے، نہ غیر تشریعی یا ظلی وبروزی ولغوی ومجازی کی۔ ہاں! خلق خدا کو گمراہ کرنے کی بات دوسری ہے۔ نبوت کیا چیز ہے۔ انسان نے تو خدائی کے دعوے کئے ہیں۔

تیسری حدیث: ”وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ · رواہ مسلم فی الفضائل · ج۱ ص۱۹۹“ امام مسلم نے اس حدیث کو آنحضرت ﷺ کے فضائل کے باب میں درج کیا ہے۔ اس حدیث میں چھ فضیلتوں کا ذکر ہے۔ چھٹی فضیلت یہ ہے کہ میرے ساتھ تمام انبیاء کو ختم کیا گیا۔

اس حدیث میں اس تحریف کی بھی جڑ کاٹ دی گئی جو لفظ خاتم میں کی جاتی ہے۔ خاتم النبیین کی جگہ ختم بی النبیون کہا گیا اور اس میں کسی قسم کے نبی کا استثناء موجود نہیں۔

چوتھی حدیث: ”اَنَا آخِرُالْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ آخِرُالْاُمَمِ · ابن ماجہ ص ۲۹۷“ ﴿میں سب نبیوں کے آخر میں آنے والا ہوں اور تم سب امتوں کے آخر میں آنے والے ہو۔﴾ یعنی آپ کے بعد کوئی شخص اس امت کے لئے نبی بنا کر نہیں بھیجا جائے گا۔

ان احادیث صحیحہ کی موجودگی میں نہ کوئی مسلمان نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے اور نہ کوئی مسلمان اس مدعی کی تصدیق کی جرأت کر سکتا ہے۔

اب ہم بعض مفسرین کے اقوال پیش کرتے ہیں۔

۱............ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اپنی تفسیر میں حضرت قتادہؓ سے خاتم النبیین کے معنی یوں بیان فرماتے ہیں:

"عَنْ قَتَادَةَ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَیْ آخِرُهُمْ. تفسیر طبری ج ۱۰' جز ۲۲ ص ۱۶" ﴿حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آیت کی تفسیر میں فرمایا! کہ آپؐ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین ہیں۔﴾

۲............امام سیوطیؒ نے درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴ میں بحوالہ عبدابن حمیدؒ حضرت امام حسنؓ سے نقل کیا ہے کہ:

"عَنِ الْحَسَنِ فِیْ قَوْلِهٖ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ قَالَ خَتَمَ اللّٰهُ النَّبِيِّيْنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَكَانَ آخِرَ مَنْ بُعِثَ." ﴿حضرت امام حسنؓ سے آیت خاتم النبیین کے متعلق یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو آنحضرت ﷺ پر ختم کردیا اور آپ ان رسولوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمائے آخری ہیں۔﴾

کیا ان صراحتوں کے بعد بھی ظلی اور بروزی کی گنجائش نکل سکتی ہے؟۔

اس کے علاوہ یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ظلی اور بروزی کی تقسیم سراسر غیر قرآنی ہے۔ قرآن مجید یا احادیث صحیحہ میں کسی جگہ یہ مرقوم نہیں کہ حقیقی نبوت تو بند ہوگئی مگر مجازی نبوت باقی ہے۔ پس خود ساختہ تقسیم کے دامن میں پناہ لینا سراسر خلاف دیانت ہے۔ نعوذباللہ من شرور انفسنا۔

۳............علامہ زمخشریؒ نے اپنی تفسیر کشاف میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔ نبوت آپ ﷺ کی ذات پر ختم ہوگئی۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کشاف ج ۳ ص ۵۴۴)

۴............امام رازیؒ نے بھی یہی معنی کئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ (تفصیل کے لئے دیکھو تفسیر کبیر ج ۱۳ جز ۲۵ ص ۲۱۴)

۵............علامہ آلوسی بغدادی اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ: "آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اس لئے خاتم المرسلین ﷺ بھی ہیں۔ آپ کے بعد قیامت تک اب وصف نبوت ورسالت کسی جن وانس میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ ختم نبوت کی تصریح قرآن میں موجود ہے اور اس پر ایمان رکھنا ازبس ضروری ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔" (تفصیل کے لئے دیکھو روح المعانی ج ۸ جز ۲۲ ص ۳۹)

۶............علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ ج ۵ ص ۲۶۷ میں لکھتے ہیں کہ: "آنحضرت ﷺ کی

خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ سب انبیاء اور رسل کے ختم کرنے والے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:" وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔" یعنی آخر النبیین یعنی وہ جس نے انبیاء کو ختم کیا یا وہ جس پر انبیاء ختم کئے گئے۔"

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ دنیائے اسلام کے بزرگ ترین مفسرین نے خاتم النبیین کے معنی یہی کئے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ کیسے افسوس کا مقام ہے کہ اس قدر تصریحات کے باوجود آج تک بے باکی کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کیا جارہا ہے اور اپنے نہ ماننے والوں کو کافر بلکہ :" ذریۃ البغایا ۔" ﴿کنجریوں کی اولاد۔﴾ بنایا جارہا ہے اور قرآن مجید کی وہ تفسیر کی جارہی ہے جو تیرہ سو سال میں کسی مفسر' محدث' فقیہہ یا عالم کے ذہن میں نہیں آئی تھی۔ کیا خوب کہا ہے حضرت اکبر مرحوم الہ آبادی نے:

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ
گلے میں جو آئیں وہ تانیں اڑاؤ
کہاں ایسی آزادیاں تھیں میسر
انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

اجماع امت

حضور ﷺ کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا اور اگرچہ وہ آنحضرت ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید کا منکر نہ تھا تاہم جمیع صحابہ کرامؓ نے اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۴۴ پر مرقوم ہے کہ اگرچہ مسیلمہ کذاب آنحضرت ﷺ کی نبوت' قرآن مجید اور جمیع اسلامی احکام پر ایمان رکھتا تھا لیکن ختم نبوت کے بدیہی مسئلہ کے انکار کی بنا پر اور دعویٰ نبوت کرنے کی وجہ سے تمام صحابہؓ اور عامۃ المسلمین نے اسے اور اس کی جماعت کو کافر سمجھا اور کسی نے یہ نہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں' کلمہ گو ہیں' نماز پڑھتے ہیں۔ ان کو کس طرح کافر سمجھا جائے؟۔

عقلی توجیہہ

قرآن مجید' حدیث شریف' تصریحات آئمہ ومفسرین اور اجماع امت کے بعد اگرچہ عقلی دلائل کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہتی تاہم اتمام حجت کے لئے ہم عقلی پہلو سے بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔

سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی بعثت کا سلسلہ کس واسطے قائم کیا؟۔ اس کا جواب ہر عقلمند آدمی یہی دے گا کہ جب اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے اور بنی نوع آدم کی جسمانی غورو پرداخت کا اس نے

انتظام کیا ہے تو روحانی غور و پرداخت کا بھی کوئی نہ کوئی انتظام کیا ہو گا اور وہ انتظام اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی شخص کو ہم کلامی کا شرف عطا کرے اور اس کے واسطہ سے بنی نوع آدم کو ہدایت عطا کرے تاکہ وہ اس کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔

ابتداء میں مختلف اقوام میں جداگانہ طور پر انبیاء مبعوث ہوتے رہے اور خدا کا پیغام بندوں کو پہنچاتے رہے لیکن جب اس کی مشیت نافذہ نے یہ مناسب سمجھا کہ اب وقت آگیا ہے کہ تمام دنیا کے لئے ایک کامل قانون نافذ کردیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے جناب محمد ﷺ کی معرفت قرآن مجید نازل کردیا جو تمام دنیا کے لئے ہے اور اسی لئے آنحضرت ﷺ کو تمام دنیا کے لئے رحمت بنادیا: "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلاَّ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔"

قرآن مجید وہ کتاب ہے جس پر چل کر انسان خلیفۃ اللہ علی الارض کے مرتبہ پر فائز ہو سکتا ہے۔ نجات اخروی کے لئے جن جن باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے وہ سب اس میں موجود ہیں۔ پھر اس نصب العین کی حفاظت کا وعدہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تاکہ یہ کتاب قیامت تک انسان کو شمع ہدایت دکھاتی رہے۔

انبیاء کی بعثت کا مقصد صرف یہی تھا کہ انسان ہدایت پائے۔ جب یہ مقصد حاصل ہو گیا تو اب عقلی طور پر بعثت انبیاء کا سلسلہ بند ہو جانا چاہئے تھا۔ چنانچہ اسی لئے آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین فرمادیا کہ اب نہ قرآن مجید کے بعد کوئی ہدایت نازل ہو گی اور نہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے گا۔

جس شے کا ایک آغاز ہے اس کا ایک انجام بھی ہونا چاہئے۔ جب اللہ تعالیٰ کو کوئی نیا پیغام ہی نازل نہیں کرنا تو پھر پیغمبر کیوں آئے؟۔

فرض کیجئے آپ ایک مکان بنواتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے معمار اور مزدور عمارت بنانے کے لئے مقرر کرتے ہیں۔ وہ ایک عرصہ معین تک کام کر کے اس مکان کو مکمل کرتے ہیں۔ جب وہ مکان بن کر تیار ہو جاتا ہے تو معمار اور مزدور لامحالہ رخصت ہو جاتے ہیں کیونکہ اب ان کا کام ختم ہو گیا کیا یہ ممکن ہے کہ مکان تو بن کر تیار ہو جائے لیکن معمار اور مزدور بیکار بیٹھے رہیں اور آپ انہیں رخصت نہ کریں؟۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ نبوت تو ایک رحمت ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہو گئی تو (نعوذ باللہ) آپ ﷺ قاطع رحمت ثابت ہوتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو وہ بھی مانتے ہیں کہ قرآن مجید بھی ایک رحمت ہے۔ پھر یہی اعتراض وہ قرآن کے خاتم الکتب ہونے پر کیوں نہیں کرتے؟۔ عجیب منطق ہے کہ قرآن مجید کے بعد کوئی ہدایت نازل نہ ہو تو قرآن مجید پر کوئی اعتراض نہیں لیکن آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ آئے تو حضور ﷺ کی ذات مورد اعتراض قرار پائے؟۔

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اس قسم کے بے جا اعتراضات کرتے ہیں وہ نبوت کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں اور بے جا تعصب نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے۔

اگر آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نبیوں کی ضرورت باقی ہے تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کا فیض ہمیشہ کے لئے نہیں ہے اور اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کی اور کیا توہین ہو سکتی ہے کہ امت محمدیہ آپ ﷺ کی غلامی کا حلقہ اتار کر دوسرے نبی کی غلامی کا حلقہ پہن لے۔

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عصر حاضر کے سربرآوردہ مفکر اور بزرگ ترین اسلامی فلسفی علامہ اقبال مدظلہ نے اپنی زندہ جاوید کتاب رموز بیخودی میں ختم نبوت کے متعلق جو خیالات ظاہر فرمائے ہیں ان سے بھی مسلمانوں کو روشناس کر دیا جائے:

رموز بیخودی ص ۱۱۸ پر علامہ موصوف یوں گوہر فشانی کرتے ہیں:

۱.........:

پس خدا برما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد

الغرض اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں پر اپنی پسندیدہ شریعت کو اور ہمارے رسول اکرم ﷺ پر نبوت ورسالت کو ختم کردیا۔

۲.........:

رونق از ما محفل ایام را
او رسل را ختم وما اقوام را

دنیا کی رونق اب قیامت تک ہمارے ہی دم سے وابستہ ہے۔ آنجناب ﷺ رسولوں کے ختم کرنے والے ہیں اور ہم اقوام کے۔

۳.........:

خدمت ساقی گری برما گذاشت
داد مارا آخریں جامے کہ داشت

اللہ تعالیٰ نے دنیا کے لوگوں کو توحید کا جام پلانے کا کام ہمارے سپرد کردیا اور یہ جام (پیغام قرآن) جو آخری جام ہے۔ اس نے ہمیں عنایت فرمادیا۔

لا نبی بعدی ز احسان خداست
پردۂ ناموس دین مصطفیٰ است

یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا اور حضور ﷺ کا خاتم ہونا ہی آپ ﷺ کے مذہب کے لئے باعث امتیاز ہے یعنی اسلام کو جمیع ادیان پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا آخری پیغام ہے اور ہادی اسلام علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے اپنی نعمت بندوں پر کامل کر دی۔ اب قیامت تک نہ کسی نبی کی ضرورت ہے نہ کسی پیغام کی۔

اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ :

۵/ ۶..... ....:

قوم را سرمایۂ قوت ازو
حفظ سر وحدت ملت ازو
حق تعالیٰ نقش ہر دعویٰ شکست
تا ابد اسلام را شیرازہ بست

یعنی آپ ﷺ کے آخر الانبیاء ہونے کے سبب ہی ملت اسلامیہ کو قوت وطاقت حاصل ہوئی اور ہوگی اور اسی نکتہ میں ملت کی وحدت کا راز مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آخر النبیین بنا کر قیامت تک ہر مدعی نبوت کے دجل کا تاروپود بکھیر دیا اور ہمیشہ کے لئے اسلام کا شیرازۂ ملی استوار کر دیا۔ یعنی نہ اب کوئی نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی جداگانہ امت قائم ہو سکتی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر وحدت ملی کو پارہ پارہ ہونے سے محفوظ کر دیا۔

غور سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ علامہ موصوف نے ان چھ اشعار میں ختم نبوت کے مسئلہ پر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کا عطر کھینچ کر رکھ دیا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جو کچھ اس فقیر نے گزشتہ اوراق میں لکھا ہے علامہ موصوف نے کمال بلاغت کے ساتھ اس کو ان چھ اشعار میں قلمبند کر دیا ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو توفیق ارزانی فرمائے کہ خالی الذہن ہو کر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے مطالب پر غور کریں اور اس حقیقت کو حرز جان بنائیں کہ نبوت ورسالت آنحضرت ﷺ پر ختم ہوگئی۔ اگر قرآن مجید کامل، مکمل اور آخری ہدایت ہے تو لامحالہ حضور ﷺ کامل، مکمل اور آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کو نبی تسلیم کرنا آپ ﷺ کی صریح توہین اور تحقیر ہی نہیں بلکہ اسلام سے خارج ہو جانے کے مترادف ہے

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

فقیر فانی یوسف سلیم چشتی عفی عنہ

عبدالرشید عراقی

مولانا ظفر علی خانؒ اور قادیانی تحریک

اسلام میں فتنوں کا ظہور قرون اولیٰ ہی سے ہو گیا تھا۔ مسیلمہ کذاب کا فتنہ اپنی قسم کا پہلا فتنہ تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت اسی فتنے کی ایک صورت تھی۔ اسلام نے اپنے ظہور کے ابتدائی سالوں میں آہستہ آہستہ ترقی کی۔ آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا انہیں دربار نبوت میں اسلامی عقائد کے سمجھنے کا اچھی طرح موقع ملا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے انتقال کے بعد فتوحات کا سیلاب اُمڈ آیا اور روم و ایران اور مصر کی بادشاہتوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے گیا اور اس عہد میں بکثرت لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ہر طرف: ”یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا۔“ کا منظر دکھائی دینے لگا۔ یہ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔

برصغیر (پاک و ہند) میں جب برطانوی استعمار کا قبضہ ہو گیا تو انہوں نے یہ سوچا کہ اب ہم نے یہاں حکومت کرنی ہے اور یہاں دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمان آباد ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے درمیان تفریق پیدا کی جائے اور یہ دونوں قومیں آپس میں لڑتی جھگڑتی رہیں اور ہم لوگ اطمینان سے حکومت کر سکیں۔ انگریز یہ سمجھتا تھا کہ اس ملک (برصغیر) میں مسلمان واحد قوم ہے کہ جو کسی طرح بھی ہماری حکمرانی کو تسلیم نہیں کریں گے۔

ڈاکٹر ہنٹر نے اپنی مشہور کتاب ”انڈین مسلمانز“ میں لکھا ہے کہ برطانوی حکومت کو مسلمانوں کی جانب سے کبھی مطمئن نہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ قوم مذہباً اس امر پر مجبور ہے کہ کسی غیر مسلم فرمانروا کی اطاعت قبول نہ کرے۔

اس کے بعد برطانوی حکومت نے خفیہ طور پر اس چیز کی ٹوہ لگائی کہ مسلمانوں کو کس طرح کمزور کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ انگریزوں کو بتایا گیا کہ مسلمان صرف اس صورت میں کمزور ہو سکتے ہیں کہ ان میں جہاد کی سپرٹ کو ختم کیا جائے اور اس لئے کہ جہاد مسلمانوں کا ایک ایسا فریضہ ہے جس پر یہ مسلمان اپنے تمام اختلافات ختم کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے انگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی کو تیار کیا۔ وہ پہلے

مجدد بنا۔ پھر اس نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا اور اس کے بعد نبوت کی کرسی پر بیٹھ گیا اور ساتھ ہی اس نے یہ اعلان کر دیا کہ جہاد اب منسوخ ہو چکا ہے۔ اب اس کی ضرورت نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں جو چیز سب سے زیادہ نمایاں نظر آتی ہے وہ تنسیخ جہاد اور انگریزی حکومت کی تابعداری ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے جو عقائد تھے وہ سب کے سب باطل تھے۔ اس نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا۔ ان کو گالیاں دیں۔ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ کی توہین کی۔

علمائے کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی دعاوی کی پرزور مخالفت کی لیکن جن علمائے کرام نے اپنی زندگی کا مطمع نظر قادیانی تحریک کی مخالفت ہی رکھا۔ ان میں مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا ظفر علی خانؒ اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سرفہرست تھے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو اتنا زچ کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے تنگ آ کر ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان تھا کہ "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" اس اشتہار میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا تھا کہ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہے سچے کی زندگی میں کسی وبائی بیماری سے ہلاک ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی دعا قبول کی اور مئی ۱۹۰۸ء میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنی دعا کے مطابق مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی زندگی میں وبائی بیماری ہیضہ سے ہلاک ہو گیا اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے ۴۰ سال بعد مارچ ۱۹۴۸ء میں رحلت فرمائی۔

مولانا ظفر علی خانؒ نے قادیانی تحریک کی تحریر و تقریر اور نثر و نظم کے ذریعہ پرزور مخالفت کی اور ان کے خلاف جہاد کیا اور پورے ۳۰ سال تک قادیانی تحریک کے خلاف سرگرم عمل رہے۔ مولانا ظفر علی خانؒ نے بے شمار مضامین اپنے اخبار زمیندار میں قادیانیوں کے خلاف لکھے۔ (یہ مضامین زمیندار اور ستارہ صبح کی فائلوں میں موجود ہیں) کاش! کوئی اللہ کا بندہ اس طرف توجہ فرمائے اور ان مضامین کو زمیندار اور ستارہ صبح کی فائلوں سے نکال کر کتابی صورت میں شائع کر دے۔

مولانا ظفر علی خانؒ نے نظم میں قادیانی تحریک کی جو خبر لی اس کی مثال نہیں پیش کی جا سکتی۔ مولانا نے ایک مستقل کتاب نظم میں "ارمغان قادیان" کے نام سے لکھی جس کے بارے میں فرماتے ہیں:

تم کو منظور ہے سیر جہان قادیان
اے مسلمانو! خریدو ارمغان قادیان

مرزا غلام احمد قادیانی ایک مخبوط الحواس شخص تھا۔ آئے دن الٹے سیدھے الہام کرتا رہتا تھا۔ علمائے

کرام اس کا ہر وقت نوٹس لیتے اور اس کی خرافات کا جواب دیتے رہتے تھے۔ مولانا ظفر علی خانؒ کبھی اس کے الہامات کی نظم میں تشریح کرتے اور اس کے ساتھ کبھی کبھی اس کا جواب بھی دیتے۔

مولانا ظفر علی خانؒ نے ایک نظم لکھی جس کا عنوان ''پیغمبر قادیان کا برزخی ترانہ'' تھا۔ مولانا ظفر علی خانؒ فرماتے ہیں:

تکمیل عمر بھر مرے القاب کی نہ ہو
ان پر اگر اضافہ سی آئی ڈی نہ ہو

بغداد کے سقوط کا قصہ ہے نا تمام
جب تک کہ اس میں درج مری ڈائری نہ ہو

ہنستا ہے مرے حال پہ ظالم ابوالوفا
ڈرتا ہوں میں کہیں یہ قضا کی ہنسی نہ ہو

مارا کسی نے شملے سے میرے جگر میں تیر
لاہور کا یہ کہیں مہر علی نہ ہو

مری بلا سے مکہ لئے کہ کربلا لئے
چندے سے ہے غرض مجھے اس میں کمی نہ ہو

یہ کس کتاب میں ہے کہ خیر البشر کے بعد
ہرگز کسی کو دعویٰ پیمبری نہ ہو

کیا مصطفی کے بعد نہ آیا مسیلمہ
پھر قادیاں میں کس لئے مجھ سا نبی نہ ہو

☆......☆......☆

مولانا عبداللطیف مسعود

قبر کے مسافر

امام ابن جوزیؒ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ میں نے ۵۹۰ھ میں ایک ایسی میت دیکھی جس کی صرف ہڈیاں رہ گئی تھیں۔ اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں لوہے کی زنجیریں اور بیڑیاں تھی۔ ان میں دو کیل ٹھسے ہوئے تھے۔ ایک اس کی ناف میں اور دوسرا اس کی پیشانی میں (العیاذ باللہ) وہ نہایت خوفناک شکل تھی۔ اس کی بڑی بڑی ہڈیاں تھیں۔ ان ہڈیوں سے اظہار کا باعث خروج سیلاب تھا جس نے ٹیلے کی ایک جانب ظاہر کر دی تھی۔ (یہ ٹیلا سرخ ٹیلا کہلاتا تھا)

امام ابن القیمؒ نے کتاب الروح میں محمد بن سنانؒ سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی لوہاروں کے بازار (بغداد) میں آیا اور کچھ کیل بیچ گیا۔ ایک آہن گر نے خرید لئے۔ جب انہیں آگ میں تپانے لگا تو وہ نرم ہی نہ ہوتے تھے حتیٰ کہ وہ کوٹنے سے عاجز آگیا تو اس نے ان کے بیچنے والے کو تلاش کر کے بلایا اور پوچھا کہ تم نے یہ کیل کہاں سے لئے تھے؟۔ کہنے لگا مجھے یہ کہیں سے ملے تھے مگر جب اس نے اصرار کرتے ہوئے پوچھا تو اس نے بتلایا کہ میں نے ایک کھلی ہوئی قبر دیکھی تو اس میں میت کا ڈھانچہ ان کیلوں سے جکڑا ہوا تھا۔ میں نے ان کیلوں کو نکالنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ آخر میں نے ایک پتھر لے کر ہڈیاں توڑیں اور ان کیلوں کو اکٹھا کر کے لے آیا۔

ابن القیمؒ ابو عبداللہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ آمد نامی شہر میں اپنے گھر سے بعد از عصر باغ کو نکلا۔ بعد از مغرب وہ قبرستان کے درمیان پہنچا تو اچانک قبر ایسی دیکھی جو انگارے کی طرح دہک رہی تھی اور میت اس کے درمیان تھی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس قبر والے کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ ٹیکس آفیسر تھا اور اسی دن مرا تھا۔

حافظ ابو محمد القاسم بن البرزالیؒ اپنی کتاب التاریخ میں عبدالکافیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ایک جنازہ میں شریک ہوئے تو ہم نے اپنے ہمراہ ایک سیاہ فام نوجوان کو دیکھا۔ جب لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی تو اس نے نہ پڑھی۔ پھر جب ہم اسے دفن کرنے لگے تو اس سیاہ فام نے میری طرف دیکھا اور کہا میں اس کا عمل ہوں۔ پھر

اس نے اپنے آپ کو قبر میں اتار دیا۔ پھر میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ العیاذ باللہ!

حافظ شرف الدین الدمیاطیؒ اپنی معجم میں کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل بن حبہ اللہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو اسحق ابراھیم بن عبداللہ الثعلبی سے سنا۔ ان کا بیان ہے کہ ہمارے پاس ایک کفن چور تھا جو کہ نابینا تھا اور لوگوں سے بھیک مانگا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ جو مجھے کچھ خیرات دے گا میں اسے ایک عجیب بات بتاؤں گا۔ پھر کہتا کہ جو مجھے زیادہ دے گا تو میں اسے عجیب بات دکھلاؤں گا۔ پھر اسے کچھ ملا اور میں اس کے ایک طرف کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنی آنکھوں سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا کہ آنکھوں کی جگہ دو گڑھے ہیں جو گدی تک چلے گئے ہیں جیسے دو آرپار سوراخ ہوتے ہیں۔ اس کے چہرہ کی جانب سے گدی کی طرف دیکھا جا سکتا تھا۔ پھر اس نے کہا میں تمہیں بتاؤں کہ میں اپنے شہر میں کفن چور تھا۔ حتیٰ کہ میری مشہوری ہوگئی۔ میں نے لوگوں سے یہ معاملہ چھپایا۔ پھر مجھے ان کی کوئی پرواہ نہ رہی۔ چنانچہ قاضی شہر بیمار ہوگیا تو اس کو زندگی کی امید نہ رہی۔ اس نے مجھے پیغام بھیج کر بلایا اور کہا کہ میں اپنی بے عزتی (یعنی کفن چوری) کا سودا کرنا چاہتا ہوں۔ لے یہ سو دینار ہیں۔ میں نے وہ دینار لے لئے مگر بعد میں وہ تندرست ہوگیا (یعنی مرا نہیں) اس کے بعد پھر بیمار ہوگیا اور مر گیا۔ میں نے سوچا کہ یہ انعام تو پہلی مرض میں مرنے کا تھا۔ لہٰذا میں نے اس کی قبر کھود ڈالی تو قبر میں عذاب محسوس کیا اور دیکھا کہ قاضی صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ سر بکھرا ہوا اور آنکھیں سرخ جیسے دو پیالیاں ہوں۔ میں اپنے گھٹنوں کے بل جھکا تو اچانک میری آنکھوں میں دو انگلیاں لگیں اور کہنے والے نے کہا اے خدا کے دشمن کیا تو خدا کے بھیدوں کو جھانکتا ہے؟۔

امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب عذاب القبر میں یزید بن عبداللہ بن الشخیرؒ سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی کہیں جا رہا تھا۔ چلتے چلتے وہ ایک قبر پر پہنچا تو اس نے قبر والے کی آواز سنی: ''آہ! آہ!'' وہ قبر پر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا تجھے تیرے عمل نے رسوا کیا اور تو رسوا ہوگیا۔

تاریخ مقبریزی میں لکھا ہے کہ ساحل پر رہنے والے ایک آدمی کی بیوی فوت ہوگئی۔ وہ اسے دفن کر کے واپس لوٹا تو اسے یاد آیا کہ اس کا ایک رومال جس میں کچھ درہم تھے وہ قبر میں رہ گیا ہے۔ اس نے بستی کے عالم کو ساتھ لے کر قبر اکھیڑی تاکہ اپنا مال نکال لے۔ وہ عالم تو قبر کے کنارہ پر کھڑا رہا۔ اس نے دیکھا کہ وہ عورت بیٹھی ہوئی اپنے بالوں سے جکڑی ہوئی ہے اور اس کے دونوں پاؤں بھی اس کے بالوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ اس شخص نے بال کھولنے کی کوشش کی مگر کھول نہ سکا۔ پھر وہ خوب کوشش سے اس کام میں مصروف ہوگیا جس کے نتیجے میں وہ عورت سمیت غیر معلوم گہرائی تک قبر میں دھنس گئے۔ یہ منظر دیکھ کر وہ عالم ایک

دن رات بے ہوش رہے پھر یہ خبر بادشاہ تک پہنچائی گئی۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ عذاب قبر ہی عذاب برزخ ہے۔ قبر کی طرف نسبت اس لئے کی گئی ہے کیونکہ اکثر قبر ہی میں دفن کیا جاتا ہے ورنہ ہر ایک میت کو جب اور جیسے اللہ تعالیٰ چاہے اس سے ہر قسم کا محاسبہ اور معاملہ کر سکتا ہے۔ وہ قبر میں رکھا جائے یا نہ رکھا جائے۔ سمندر میں غرق ہو یا پھانسی پر لٹکایا جائے۔ وہ آگ میں جلادیا جائے یا اسے درندے کھا جائیں۔ اس کی راکھ بنا کر ہوا میں اڑادی جائے یا سمندر میں بہادی جائے۔ ہر ایک صورت میں وہ عالم برزخ میں پہنچ کر خدا کے حضور پیش کر دیا جاتا ہے۔ پھر عذاب قبر اہل سنت کے ہاں جسم اور روح دونوں سے متعلق ہے۔ اسی طرح آخرت کی نعمتیں اور آسائشیں بھی جسم وروح دونوں سے متعلق ہوں گی۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ الماب وعلیہ الحساب!

عذاب قبر دو قسم پر ہے۔ امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ عذاب قبر کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر ایک: دائمی۔ یہ کفار کا عذاب ہے اور بعض انتہائی جرائم پیشہ لوگوں کا۔ نمبر دو: دوسری قسم وقتی اور ختم ہو جانے والا۔ یہ ہلکے جرائم والے لوگوں کو ہوگا۔ (اعاذنا اللہ منہما) یہ عذاب حسب گناہ اور جرم نافذ ہوگا پھر موقوف ہو جائے گا اور یہ کبھی دعا اور صدقہ وغیرہ سے بھی مرفوع ہو جاتا ہے۔

عذاب قبر جمعہ کی رات اور دن کو موقوف ہو جاتا ہے

امام یافعیؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات (آئمہ دین سے) موصول ہوئی ہے کہ جمعہ کی رات کو عذاب قبر موقوف کر دیا جاتا ہے۔ بوجہ اس رات کی بزرگی کے۔ نیز فرمایا کہ یہ خصوصیت اہل اسلام مجرمین کے ساتھ ہے' کفار کے متعلق نہیں۔ امام سفیؒ بحر الکلام میں فرماتے ہیں کہ یہ وقفہ عام ہے کفار و مسلم سب کے لئے۔ ان سب سے یوم جمعہ اور اس کی رات اور تمام ماہ رمضان عذاب قبر موقوف رہتا ہے۔

فرمایا مسلمان مجرم کا معاملہ یہ ہے کہ اسے عذاب قبر تو ہو سکتا ہے مگر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن کو اٹھالیا جاتا ہے پھر قیامت تک اسے دوبارہ عذاب نہیں دیا جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان مجرم صرف ایک جمعہ تک ہی عذاب میں مبتلا رہتے ہیں۔ جب ان کو دفن ہونے کے بعد جمعہ آتا ہے تو ان کا عذاب ہٹالیا جاتا ہے چاہے ابھی ایک دن ہی کیوں نہ گزرا ہو۔ حتیٰ کہ اگر وہ جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مرے تو اس کو صرف ایک گھڑی ہی عذاب ہوگا۔ اسی طرح ضغطہ قبر کا مسئلہ ہے لیکن یہ تمام امور کسی واضح دلیل کے محتاج ہیں۔

امام ابن القیمؒ بدائع میں فرماتے ہیں کہ میں نے محدث ابو یعلیٰ کے خط سے ان کی تعلیقات سے نقل

کیا ہے کہ عذاب قبر کا منقطع ہونا لازمی بات ہے کیونکہ یہ دنیوی عذاب ہے اور دنیا اور اس کے متعلقات ختم ہونے والے ہیں۔ لہٰذا ان سب کا فنا اور اختتام ضروری ہے لیکن اس کی مدت غیر معلوم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید ہناد بن سریؒ کے بیان سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے کتاب الزہد میں مجاہد سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کفار کو بھی کچھ وقفہ ملتا ہے جس میں وہ کچھ نیند کا مزہ لے لیتے ہیں۔ یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا پھر جب اہل قبور روز قیامت میں اٹھیں گے تو کافر کہہ اٹھیں گے کہ ہائے ہماری بدبختی ہمیں ہماری قبروں سے کس نے اٹھا کھڑا کیا۔ اس کے پاس ہی مومن کہے گا یہ وہ وعدہ ہے جو خدائے رحمٰن نے کیا تھا اور سب رسولوں نے (اس کے متعلق) سچ کہا تھا۔

عذاب قبر سے بچانے والی چیزیں

امام طبرانیؒ نے اپنی معجم کبری میں حکیم ترمذیؒ نے نوادر الاصول میں اور امام اصبہانیؒ نے ترغیب میں عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک دن آنحضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ فرمایا میں نے گزشتہ رات بڑی عجیب باتیں دیکھی ہیں۔ وہ سنو!

میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ اس کے پاس ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لئے آیا تو اس کا والدین کے ساتھ عمدہ سلوک آیا اور ملک الموت کو ہٹا دیا۔ (یعنی ان کے ساتھ عمدہ برتاؤ عمر میں برکت پیدا کرتا ہے۔) میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس پر عذاب حاوی ہو چکا ہے کہ اچانک اس کا وضو آکر اس کو بچا لیتا ہے۔ میں نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا جسے شیاطین نے پریشان کر رکھا ہے تو ذکر الٰہی آکر اسے ان کے چنگل سے چھڑا لیتا ہے۔ میں نے ایک ایسے امتی کو دیکھا جسے عذاب کے فرشتوں نے گھیر رکھا ہے تو فوراً اس کی نماز آکر ان کے گھیرے سے نکال لیتی ہے۔ میں نے اپنی امت کے ایک ایسے آدمی کو دیکھا جو پیاس سے ہانپ رہا ہے جب بھی وہ پانی پینے کے لئے حوض پر جاتا ہے تو اسے وہاں سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ دریں صورت اس کا روزہ آتا ہے اور اسے پانی پلاتا ہے اور خوب سیر کرا دیتا ہے۔ میں نے ایک ایسا اپنا امتی دیکھا کہ انبیاء کے مختلف حلقے جمے ہوئے ہیں۔ وہ جب کسی حلقہ کے قریب جاتا ہے تو اہل حلقہ اسے دھکیل دیتے ہیں۔ اچانک اس کا غسل جنابت آتا ہے اور اس کا ہاتھ تھام کر میرے پہلو میں بٹھا دیتا ہے۔ میں نے ایک ایسا امتی دیکھا کہ جس کے سامنے بھی اندھیرا ہے' پیچھے بھی اندھیرا ہے' دائیں بائیں بھی اندھیرا حتیٰ کہ اس کے اوپر بھی اندھیرا اور نیچے بھی اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ دریں صورت وہ حیران و پریشان کھڑا ہے (کہ کدھر جائے کیا کرے) اچانک اس کا حج اور عمرہ آتے ہیں اور اس کو

اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے آتے ہیں۔ میں نے اپنے ایک ایسے امتی کو دیکھا جو دوسرے اہل ایمان سے گفتگو کرتا ہے لیکن وہ اس سے گفتگو نہیں کرتے کہ اچانک اس کی صلہ رحمی آکر اعلان کرتی ہے کہ اے اہل ایمان! اس سے بات چیت کرو تو وہ اس سے گفتگو شروع کر دیتے ہیں۔ میں نے ایک ایسے امتی کو دیکھا جو آگ کی لپٹوں اور شرر کو اپنے سامنے سے اپنے ہاتھوں سے ہٹا رہا ہے۔ اچانک اس کا صدقہ و خیرات آکر اس کے چہرے کے سامنے آڑ اور اس کے سر پر سایہ بن جاتا ہے۔ میں نے ایک ایسے امتی کو دیکھا کہ جسے جہنم کے کارندوں نے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے تو اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آکر ان کے ہاتھوں سے چھڑا لیتے ہیں اور رحمت کے فرشتوں میں شامل کر دیتے ہیں۔ میں نے ایک ایسے امتی کو دیکھا جو اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے اور اس کے اور خدا کے درمیان ایک حجاب اور آڑ ہے۔ اچانک اس کا حسن خلق آکر اس کا ہاتھ تھام کر بارگاہ الٰہی میں پہنچا دیتا ہے۔ میں نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا کہ اس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں آگرتا ہے تو خوف الٰہی اس کا نامہ اعمال پکڑ کر داہنے ہاتھ کو دے دیتا ہے۔ میں نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا کہ جس کا ترازو ہلکا رہ گیا تو اچانک اس کے شیر خوار فوت شدہ بچے آکر اس کا پلڑا جھکا دیتے ہیں۔ میں نے ایک ایسے امتی کو دیکھا جو جہنم کے کنارے پر کھڑا ہے تو اچانک اس کا خوف خدا آکر اس کو چھڑا لیتا ہے اور وہاں سے چلا آتا ہے۔ میں نے ایک ایسے امتی کو دیکھا جو آگ میں گر چکا ہے تو اس کے وہ آنسو جو اس نے دنیا میں خوف الٰہی کی بنا پر بہائے تھے آکر آگ سے اسے نکال کر لے جاتے ہیں۔ میں نے ایک ایسے امتی کو دیکھا جو پل صراط پر کھڑا کوڑھی اور رعشہ والے کی طرح کانپ رہا ہے تو اچانک اس کا وہ حسن ظن جو خدا کے بارے میں تھا وہ آتا ہے تو اس کی کپکپی اور لرزہ تھم جاتا ہے اور وہ وہاں سے چلا جاتا ہے۔ میں نے ایک ایسے امتی کو دیکھا جو پل صراط پر کبھی تو گھٹنوں کے بل چلتا ہے اور کبھی گھسٹ کر چلتا ہے کہ اچانک اس کے صلوٰۃ و سلام آتے ہیں اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے سیدھا کھڑا کر دیتے ہیں اور وہ سیدھا ہو کر چلنے لگتا ہے۔ میں نے ایک ایسا اپنا امتی دیکھا جو جنت کے دروازہ پر پہنچ جاتا ہے مگر جنت کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں تو اچانک اس کا کلمہ شہادت آکر دروازے کھلوا کر اسے جنت میں داخل کرا دیتا ہے۔ میں نے کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ کاٹے جا رہے ہیں۔ میں نے کہا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟۔ انہوں نے جواب دیا یہ لوگوں کے درمیان چغلیاں اور لگائی بجھائی کرنے والے لوگ ہیں۔ میں نے کچھ لوگ زبان کے سہارے لٹکے ہوئے دیکھے۔ میں نے کہا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ مومن پاک دامن مردوں اور مومن عورتوں پر بہتان لگانے والے لوگ ہیں۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بہت اہم اور عظیم ہے جس میں خاص خاص آخرت کی پریشانیوں

سے نجات دینے والے اعمال کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔(شرح الصدور ص ۷۶٬۷۷)

شہادت فی سبیل اللہ بھی عذاب قبر سے نجات کا ذریعہ ہے

حضرت مقدام بن معدی کربؓ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ شہید کے لئے چھ خصوصیات ہیں۔اس کا خون گرتے ہی اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔اس کا جنت میں ٹھکانہ اسے دکھایا جاتا ہے۔وہ عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔فزع اکبر یعنی بڑی گھبراہٹ سے وہ محفوظ رہے گا۔شہید کے سر پر عزت ووقار کا ایسا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوت دنیا ومافیہا سے بہتر اور قیمتی ہوگا۔اس کا نکاح بہتر جنتی حوروں سے کردیا جاتا ہے۔اس کے رشتہ داروں میں ستر افراد کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔(ترمذی ٬ابن ماجہ)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو کسی پیٹ کی تکلیف (ہیضہ٬درد٬کینسر وغیرہ) سے فوت ہو جائے تو وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔(ترمذی٬ابن ماجہ٬بیہقی٬شرح الصدور ص ۷۷)

حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ ان کو کسی کتابی نے بتلایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ طویل قیام٬ پل صراط کے مصائب سے محفوظ رکھے گا اور طوالت سجدہ عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔
اللھم ارزقنا ھما!

سورۃ ملک عذاب قبر سے نجات دلانے والی ہے

مسند عبد بن حمید میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک آدمی سے فرمایا کہ کیا تجھے ایک ایسی حدیث پاک کا تحفہ نہ پیش کروں جو تجھے خوش وخرم کردے۔اس نے کہا کیوں نہیں؟ تو فرمایا کہ تو سورۃ:" تبارك الذى بيده الملك ."کی تلاوت کیا کر اور یہی سورت اپنے اہل خانہ٬بچوں اور پڑوسیوں کو بھی سکھلاؤ۔کیونکہ یہ (عذاب قبر سے) بچانے والی ہے اور بحث کرنے والی ہے۔بروز قیامت یہ اپنے پڑھنے والے کو عذاب جہنم اور عذاب قبر سے نجات دلانے والی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ مانعہ یعنی عذاب قبر سے بچانے والی ہے۔عذاب کے فرشتے اس کی قبر میں سرہانے کی طرف داخل ہوں گے تو سر کہے گا میری طرف سے تمہارے لئے کوئی گنجائش نہیں کیونکہ یہ تو سورۃ ملک کا خزینہ ہے۔پھر پاؤں کی طرف سے آنے کی کوشش کریں گے تو وہ کہیں گے کہ ہماری طرف سے بھی تمہارے لئے کوئی گنجائش نہیں کیونکہ یہ صاحب قدموں پر کھڑے ہو کر (نماز میں) سورۃ ملک کی تلاوت کیا کرتا تھا۔اللھم ارزقنا ھذا جميعا بفضلك ورحمتك انك انت الوهاب!

سنن نسائی میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہی سے روایت ہے کہ جس نے سورۃ تبارک الذی کی تلاوت ہر رات کی تو اس کی برکت سے خداوند قدوس اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھیں گے اور ہم اسے عہد رسالت میں مانعہ (بچانے والی) کے نام سے یاد کرتے تھے۔

حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایک آدمی مر گیا مگر اس کے پاس سوائے سورۃ تبارک الذی کے کوئی قرآن کا حصہ یا سورۃ نہ تھی۔ جب اسے قبر میں رکھا گیا اور فرشتہ آگیا تو اس کے چہرہ پر یہ سورۃ چھا گئی۔ فرشتہ کہنے لگا کہ تو خدا کی کتاب سے ہے اور میں یہ چیز پسند نہیں کرتا کہ تجھے بگاڑوں اور میں نہ تو تیرا کچھ بگاڑ سکتا ہوں اور نہ اس میت کا اور نہ ہی اپنے نقصان یا نفع کا مالک ہوں۔ اگر میں اس کے ساتھ برا سلوک کرنا چاہوں تو تو اس کے متعلق رب کے حضور گفتگو کر کے سفارش کر لینا۔ پھر وہ خدا کے حضور بات کرے گی۔ کہے گی اے میرے رب کہ فلاں آدمی سارے قرآن مجید سے صرف میرے ہی درپے ہوا اور اس نے مجھے سیکھ لیا اور میری تلاوت کی۔ اب تو اسے اس حالت میں جلاتا ہے اور عذاب دیتا ہے کہ میں اس کے پیٹ میں ہوں۔ اگر تو ایسا ہی کرنا چاہتا ہے تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو کیوں غضب ناک ہو گئی؟۔ وہ کہے گی غضب ناک ہونا میرا حق بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جا میں نے وہ تجھے عطا کر دیا اور تیری شفاعت اس کے بارہ میں منظور کر لی۔ اس پر وہ فرشتہ اپنی کارروائی سے رک جائے گا اور افسوس کرتے ہوئے واپس چلا جائے گا۔ چنانچہ اسے اس میت سے کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔ اس کے بعد وہ سورۃ آکر اپنا منہ میت کے منہ پر رکھ دے گی اور کہے گی خوش آمدید ہو اس منہ کو جس نے بکثرت میری تلاوت کی اور مبارک ہو وہ سینہ جس نے مجھے محفوظ کیا اور مبارک ہیں یہ قدم جنہوں نے کھڑے ہو کر میری تلاوت کی۔ وہ اس کو قبر میں مانوس رکھے گی افسردگی کے وقت۔ راوی کہتے ہیں کہ جب آنحضور ﷺ نے یہ بیان فرمایا تو ہر چھوٹے بڑے مسلمان نے اس کو سیکھ لیا اور آپ ﷺ نے اس کا نام منجیہ یعنی نجات دینے والی رکھا۔ اللھم ارزقنا ھذا!

امام ابوعبیدہؒ نے اپنے فضائل میں اور بیہقیؒ نے دلائل نبوت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کے اردگرد ایسی آگ جلائی جاتی ہے جو آس پاس کی تمام آگ کو بھی جلا دے۔ اگر اس کے اور میت کے درمیان کوئی عمل روکنے والا نہ ہو۔ (العیاذ باللہ) اگر کوئی آدمی مر جاتا ہے اور اس کے پاس سوائے سورۃ تبارک الذی کے کچھ حصہ قرآن کا نہیں ہوتا تو جب وہ آگ اس کے سر کی جانب سے آتی ہے تو یہ سورۃ کہتی ہے کہ یہ تو میری تلاوت کیا کرتا تھا۔ اس لئے تیرے لئے اس طرف سے آنے کی گنجائش نہیں۔ پھر پاؤں کی طرف سے آنا چاہتی ہے تو وہ سورۃ کہتی ہے کہ یہ تو ان پاؤں پر کھڑے ہو کر مجھے پڑھتا تھا۔ لہذا

تمہارے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ پھر وہ پیٹ کی طرف سے آنے لگتی ہے تو سورۃ کہتی ہے کہ اس نے تو مجھے اپنے اندر محفوظ کیا ہوا تھا۔ لہٰذا تمہارے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ دریں صورت یہ سورۃ عظیمہ میت کی ہر طرف سے حفاظت کر کے اسے خدا کی رحمت کا مستحق بنا دیتی ہے۔ (شرح الصدور مطبوعہ مصر ص ۷۷)

سورۃ الم تنزیل کی فضیلت

امام دارمیؒ اپنی مسند میں خالد بن معدانؒ سے نقل کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ سورۃ قبر میں اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا اور وکالت کرے گی۔ کہے کہ اے اللہ اگر میں تیری کتاب کا حصہ ہوں تو اس میت کے بارہ میں میری شفاعت قبول فرما کر اس کو بخش دے۔ ورنہ مجھے اپنی کتاب (قرآن مجید) سے مٹا دے۔ پھر یہ ایک پرندہ کی صورت میں آ کر میت پر اپنے دونوں پر پھیلا دے گی۔ لہٰذا اس کی شفاعت قبول کر لی جائے گی اور یہ اسے عذاب قبر سے محفوظ کر لے گی۔ اسی طرح سورۃ تبارک الذی کے متعلق بھی منقول ہے۔ اس بنا پر یہ خالد بن معدانؒ دونوں سورتیں رات کو پڑھ کر سویا کرتے تھے۔

مسند دارمیؒ اور جامع ترمذیؒ میں حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ آنحضور ﷺ قبل از استراحت ان دونوں سورتوں کو تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

کتاب روض الریاحین میں یمن کے بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ ہم نے ایک میت کو دفن کیا۔ جب لوگ واپس لوٹے تو انہوں نے قبر میں مارنے اور سخت کوٹنے کی آواز سنی۔ پھر اس قبر سے ایک سیاہ کتا نکلتا ہوا دیکھا گیا۔ اس یمنی بزرگ نے فرمایا تیری خرابی ہو تو کیا چیز ہے؟۔ اس نے کہا میں اس میت کا عمل ہوں۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ یہ مار کٹائی تجھے ہوئی ہے یا میت کو؟۔ اس نے کہا کہ مجھے ہوئی ہے۔ میں نے میت کے پاس سورۃ یاسین اور اس جیسی دوسری سورتیں پائیں۔ وہ میرے اور میت کے درمیان حائل ہو گئیں اور مجھے مار پیٹ کر دھکا دیا گیا۔

مسند ابو یعلی میں حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ”من مات یوم الجمعة وقی عذاب القبر۔“ یعنی جو شخص جمعہ کے دن فوت ہو گا۔ وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

امام بیہقیؒ نے عکرمہ بن خالد مخزومیؒ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن فوت ہو گا۔ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا اور وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

امام بیہقیؒ نے ابن رجبؒ سے نقل کیا ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ مردوں سے رمضان

بقیہ: صفحہ 8 پر

تحریر: مولانا اللہ وسایا

حاصل مطالعہ

ابو رغال ثمودی

قوم ثمود کا ایک شخص ابو رغال مکہ آیا ہوا تھا۔ بعثت نبوی سے قبل جب قوم ثمود پر عذاب نازل ہوا تو یہ شخص حرم میں ہونے کے باعث عذاب سے محفوظ رہا۔ جب حدود حرم سے باہر آیا تو اسے پتھر لگا اور یہ ہلاک ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ یہاں دفن ہوا اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے ہمراہ سونے کی چھڑیاں بھی مدفون ہیں۔ لوگوں نے قبر کھود ڈالی اور چھڑیاں وہاں موجود تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا! یہ بنی ثقیف کا جد اعلیٰ تھا۔ (سیرۃ النبی ج۱ ص۴۶)

تاج کسریٰ

یہ طلائی تاج بڑے پیمانے کی مانند بہت وزنی تھا۔ یاقوت زبرجد اور جواہر سے آراستہ تھا۔ وزنی ہونے کے بعد بادشاہ اسے سر پر نہ اٹھا سکتا تھا اوپر ایک نفیس زنجیر سے لٹکایا ہوا تھا۔ تخت کسریٰ پر پردہ ہوتا تھا۔ پردہ کے پیچھے بادشاہ تخت پر بیٹھ کر اپنا سر تاج کے اندر داخل کر لیتا تھا۔ بعد میں پردہ ہٹایا جاتا تو حاضرین اس کی ہیبت و وحشت سے سجدہ ریز ہو جاتے۔ (سیرۃ ابن کثیر ج۱ ص۵۳)

ایک بے وفا عورت کا انجام

سابور ساسانی اپنے ملک سے باہر جنگی مہم پر تھا کہ اس کے علاقہ میں ساطرون نے حملہ کر کے قلعہ فتح کر لیا۔ سابور ساسانی واپس آیا تو قلعہ کا محاصرہ کیا۔ سالہا سال کے محاصرہ کے باوجود اپنے قلعہ میں سابور داخل نہ ہو سکا۔ ساطرون کی لڑکی ”نضیرہ“ نے ایک دن قلعہ کی فصیل سے جھانکا تو سابور ساسانی پر نظر پڑ گئی۔ سابور کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گئی۔ اسے پیغام بھجوایا کہ اگر میں قلعہ کھول دوں تو فتح کے بعد آپ میرے ساتھ شادی کر لیں گے؟۔ سابور نے وعدہ کر لیا۔ رات کو نضیرہ کا باپ ساطرون شراب میں دھت لیٹا ہوا تھا۔ نضیرہ نے قلعہ کی

چاٹی سرہانے سے نکال کر ساہور کو بھجوادی۔ اس نے قلعہ کھولا۔ لوٹ مار کی۔ ساطرون اور اس کے حامی مارے گئے۔ ساہور نے نضیرہ سے شادی کرلی۔ نضیرہ اتنی نازک مزاج تھی کہ ایک رات بستر پر پڑی تلملا رہی ہے۔ نیند اچاٹ ہے۔ ساہور نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے۔ اس نے طبیعت پر گرانی کا عذر کیا۔ چراغ روشن کیا تو بستر پر کسی درخت کا معمولی سا پتہ پڑا تھا۔ اس کے باعث اس کی طبیعت مکدر ہوگئی اور نیند اچاٹ ہوگئی۔ بادشاہ ساہور نے اس پر نضیرہ سے پوچھا کہ تم بہت نازک مزاج ہو۔ آپ کے والد ساطرون نے آپ کو کن نازو نخروں میں پالا۔ کیسے پرورش ہوئی؟۔ اس نے کہا دیباج کا نرم ونازک بستر 'ریشمی لباس' مغزیات کھانے کو' شراب پینے کو ملتی تھی۔ نوکر چاکر اس کے علاوہ غلامی کا دم بھرتے تھے۔ ساہور نے کہا کہ ایسے شفیق ومہربان کی ان مہربانیوں کا یہ صلہ اور یہ بے وفائی اور دغابازی؟۔ اگر تو باپ سے دغا کرسکتی ہے تو مجھ سے بھی دغا کرسکتی ہے۔ پھر ساہور نے اس کی چوٹی کے بال گھوڑے کی دم سے باندھ کر گھوڑا دوڑادیا۔ اس کے سرپٹ دوڑنے سے اس کی موت ہوگئی۔ فیاللعجب (سیرۃ ابن کثیر ج اص ۵۹)

اساف ونائلہ بت

اساف مرد تھا۔ نائلہ عورت تھی۔ انہوں نے جاہلیت کے زمانہ میں بیت اللہ میں بدکاری کی۔ دونوں پتھر بنادیئے گئے۔ عوام نے ان پتھروں کے مجسموں کو عبرت ونصیحت کے لئے بیت اللہ میں نصب کردیا۔ عرصہ دراز کے بعد سامان عبرت کی بجائے ان مجسموں کی شیطان نے پرستش شروع کرادی۔ (ایضاج اص ۶۳)

فتح مکہ کے دن جب نائلہ بت کو توڑا گیا تو اس کے نیچے سے سیاہ فام سفید بالوں والا بھوت نکلا جو اپنے چہرے کو نوچ رہا تھا اور واویلا کررہا تھا۔ (ایضاص ۷۱)

خزاعہ کی سخاوت

خزاعی قبیلہ کے عمرو خزاعی ہر سال موسم حج میں دس ہزار اونٹ ذبح کر کے لوگوں کو کھانا کھلاتا تھا۔ دس ہزار جوڑے کپڑوں کے تیار کر کے حجاج میں تقسیم کرتا تھا۔ گھی اور شہد کا حلوہ کھلاتا اور ستو لوگوں کو پلاتا تھا۔ (ایضاص ۶۶)

اونٹوں کے لئے حدی خوانی

مضر پہلا حدی خوان تھا۔ ایک دفعہ اونٹ سے گر کر اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا اور وہ وایدیاہ وایدیاہ کہنے لگا۔ اس سوز سے یہ لفظ کہے کہ سوز وخوش الحانی سے اونٹوں کی رفتار تیز ہوگئی۔ تب سے اونٹ تیز چلانے کے لئے حدی خوانی کا فن ایجاد ہوا۔ (ایضاص ۵۷) ماہیے ڈوہڑے بھی اس قسم میں شامل ہیں۔

ادارہ

مکتوبات

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

قارئین لولاک باخبر ہیں کہ گزشتہ کئی سالوں سے مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی تقاریر و ملفوظات شائع کرنے شروع کئے تھے۔ الحمد للہ! ملک بھر میں ان کو پذیرائی ہوئی۔ لولاک کے حلقہ اثر میں اضافہ ہوا۔ پرانے جماعتی رفقاء نے سکون وراحت محسوس کیا۔ قارئین نے اپنے تاثرات سے سرفراز فرمایا۔ جو ادارہ لولاک کے لئے اعزاز کا باعث ہے۔ اب ہم اس شمارہ سے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے بعض ضروری اور قومی وملکی، جماعتی، دینی موضوعات پر مکتوبات کا سلسلہ شروع کررہے ہیں۔ امید ہے کہ سال بھر یہ سلسلہ بھی جاری رہے گا۔ ہمیں اعتراف ہے کہ بعض خطوط سے بعض حلقوں کو اجنبیت محسوس ہوگی۔ یہ پہلے کے مباحث ہیں لیکن ہمارے نزدیک یہ ہمارے اکابر کی ہمارے پاس امانت ہے۔ اسے آنے والی نسل تک پہنچانا ہمارے ذمہ ہے۔ سب سے پہلا مکتوب جو اس شمارہ میں دیا جارہا ہے یہ بہاول پور کی جماعت اسلامی کے رفقاء نے ۱۹۵۵ء، ۱۹۵۶ء کے زمانہ میں آئین کی تدوین کے موقع پر بہاول پور کے سربر آوردہ علماء کرام سے دستخط کرا کر صدر انجمن خدام الدین لاہور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے نام بھجوایا تھا۔ اس کا جواب حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے مولانا محمد عبیداللہ بہاول پوریؒ کو تحریر فرمایا۔ وہ علمائے بہاول پور کی اپیل اور اس کا جواب پیش خدمت ہے۔

ادارہ

علمائے بہاول پور کا خط

مولانا احمد علی صاحب صدر انجمن خدام الدین لاہور و مولانا محمد علی جالندھری وغیرہم کی خدمت میں

علماء ریاست بہاول پور کی دردمندانہ اپیل

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ پاکستان میں ایک نہایت قلیل القدر طبقہ اسلام کو کس طرح برسر اقتدار لانا نہیں چاہتا اور بخت واتفاق سے اسی طبقہ کے ہاتھ میں حکومت کی زمام رہی ہے۔

اگرچہ پاکستان اسلام کے نام پر بنایا گیا ہے اور اسلامی اقدار کو فروغ دینے اور اسلامی احکام کو نافذ کرنے کے لئے مسلمانوں نے ہر طرح کی جانی' مالی اور عزت وناموس کی قربانیاں دیں تاکہ وہ دنیا کے ایک خطے میں اسلامی حکومت قائم کرسکیں مگر اسی طبقہ نے اسلامی دستور کے وضع کرنے میں اور اس کے بعد اس کو ختم کرنے میں ہر قسم کی نازیبا سعی کی۔ اب دوبارہ نئی دستوریہ کی تشکیل ہورہی ہے اور دستوری جدوجہد کا آغاز ہونے والا ہے۔ الحاد وبے دینی کو اسلام کا نام دینے والے از سر نو غیر اسلامی دستور کی تشکیل کی جدوجہد کرنے والے ہیں۔

ان حالات میں جبکہ اسلامی خطوط پر کام کرنے والوں کے لئے انتہائی نازک وقت آگیا ہے مناسب نہیں ہے کہ آپ حضرات مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کی کتابوں سے ڈھونڈ کر اور تلاش کر کے ایسی عبارتیں پیش کریں جس سے اس جماعت کا مخالف اسلام ہونا ثابت کیا جاسکے۔ درآنحالانکہ اصل یہ مسائل جزئی اور فروعی ہیں اور جماعت اسلامی اپنے فکر وعمل سے خالص اسلام یعنی قرآن وسنت کے اسلوب پر دعوت دے رہی ہے نہ کہ مولانا مودودی کے اجتہادات کی طرف۔ جزئی اختلاف علماامت میں ہمیشہ رہا ہے اور فکر ونظر اور طریقہ ادا اور استنباط مسائل میں اختلاف کے باوجود علماء نے جب کبھی اسلام پر آنچ آنے کا خطرہ محسوس کیا ہے وہ متحد ہوگئے ہیں۔ جماعت اسلامی کی جدوجہد کا مرکز اس وقت وہی ہے جسے کراچی میں ۵۰ء میں ان علما نے متحدہ طور پر حکومت پاکستان کے سامنے پیش کیا ہے۔ جدوجہد کے اس مقصد سے آپ حضرات کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ اگر کوئی اختلاف ہوسکتا ہے تو طریقہ کار کا اختلاف ہوسکتا ہے اور آپ حضرات تو جماعت اسلامی کے ہم رکاب وہم سفر بھی رہے ہیں۔

مولانا مودودی اور جماعت اسلامی سے اگر آپ لوگوں کو اختلاف ہے تو ممکن ہے کہ ان کے طریقہ تنقید سے ہو لیکن جرح وتعدیل کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ احناف پر شوافع نے اور اسی طرح دوسرے آئمہ جرح وتعدیل نے بڑی بڑی برگزیدہ ہستیوں پر جرح وتعدیل کی ہے۔ کسی نے بھی تنقید کرنے

والوں کو اسلام کا دشمن نہیں کہا اور اصول اور حد ادب میں رہ کر تنقید کرنے کا حق علماء نے ہمیشہ تسلیم کیا ہے۔

امام بخاریؒ نے امام اعظمؒ کے متعلق اپنی کتاب تاریخ صغیر میں جو جرح نقل کی ہے اس سے بڑھ کر کوئی جرح ہوسکتی ہے ؟۔اس کے باوجود احناف نے امام بخاریؒ کے متعلق کیا رائے قائم کی۔کیا انہیں دشمن اسلام کہا؟۔

ہمیں آپ حضرات کے اخلاص وللہیت سے پوری توقع ہے کہ اس نازک دور میں اسلام کے لئے جزئی اختلاف کو ہوا دے کر نادانستہ طور پر دشمنان اسلام کی تائید نہ کریں گے۔جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کی خدمات کا اعتراف وہ بھی کررہے ہیں جو کسی زمانہ میں ان کے شدید مخالف تھے۔علماء کا یہ اختلاف حامیان دین کی جگ ہنسائی اور اسلام کی سربلندی کرنے والوں کی صفوں میں انتشار کا سبب بن رہا ہے۔

(**نوٹ**: مندرجہ ذیل علماء کرام کے دستخط اصل مولانا احمد علی صاحب (لاہوری) کی خدمت میں ارسال کئے جارہے ہیں اور آپ کو ان میں سے چند کے ناموں سے یہ اپیل ارسال کی جارہی ہے۔)

۱......مولانا مولوی محمد صادق صاحب	ناظم امور مذہبیہ ریاست بہاول پور
۲......مولانا محمد ناظم صاحب ندوی	شیخ الجامعہ جامعہ عباسیہ بہاول پور
۳......علامہ قاضی محمد عظیم الدین صاحب علوی	خطیب جامع مسجد بہاول پور
۴......مولانا محمد علی صاحب	مترجم قرآن وحدیث جامع مسجد بہاول پور
۵......پروفیسر سید طلحہ صاحب ایم اے	مولوی فاضل سابق پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور
۶......علامہ محمد عبدالحمید صاحب رضوانی	نائب شیخ الجامعہ جامعہ عباسیہ بہاول پور
۷......علامہ قادر بخش صاحب	صدر جماعت اہل حدیث بہاول پور
۸......مولوی سید عماد الدین احمد صاحب	سابق صدر مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور
۹......مولوی نور احمد صاحب	فاضل دیوبند
۱۰......مولانا حبیب اللہ صاحب	مہتمم مدرسہ انوریہ گمانی
۱۱......علامہ محمد منظور الٰہی صاحب	فاضل دیوبند (پروچڑاں) تحصیل خانپور
۱۲......مولوی محمد عظیم صاحب	مولوی فاضل خانپور
۱۳......علامہ منظور احمد صاحب نعمانی	مدرس مدرسہ عربیہ گمانی
۱۴......مفتی عبدالرحمٰن صاحب	مفتی محکمہ شرعیہ بہاول پور
۱۵......مولانا عبیداللہ صاحب	(آگے خط بوسیدہ ہونے کے باعث پھٹ گیا ہے۔)

مخدومی مکرمی حضرت العلامہ مولانا محمد عبید اللہ صاحب زید مکارکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ!

آپ کی طرف سے ایک مضمون جس پر بعض دیگر اکابر علماء کے بھی دستخط تھے مولانا احمد علی صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا جس کی ایک نقل مجھے بھی روانہ کی گئی۔ آپ نے اس مضمون میں تحریر فرمایا:

خلاصہ مضمون!

”جماعت اسلامی کتاب وسنت کی طرف دعوت دے رہی ہے نہ کہ مودودی صاحب کے اجتہاد کی طرف۔ علماء امت نے فروعی مسائل میں اختلاف کے باوجود جب کبھی اسلام پر آنچ آنے کا خطرہ محسوس کیا تو متحد ہوگئے۔ جماعت اسلامی کی جدوجہد کا مرکز اس وقت وہی ہے جس کو اکتیس علماء نے ۱۹۵۰ء میں متحدہ طور پر حکومت پاکستان کے سامنے پیش کیا تھا۔ آپ نے ہم سے توقع ظاہر کی ہے کہ ہم جزوی اختلاف کو ہوا دے کر نادانستہ طور پر دشمنان اسلام کی تائید نہ کریں گے۔ کیونکہ یہ اختلاف حامیان دین کی جگ ہنسائی اور اسلام کی سربلندی کرنے والوں میں انتشار پیدا کر رہا ہے۔ آپ نے ہمارے اخلاص اور للّٰہیت کی بنا پر توقع کی ہے کہ ہم معہ متعلقین اس اختلاف کو کم از کم دستور اسلامی کی تشکیل تک بند کر دیں گے۔ نیز دستور اسلامی کی تشکیل کے لئے متحدہ طور پر دستوریہ کے ارکان پر دباؤ ڈالیں گے۔“

جواب!

محترما! اس خط کے پہنچنے کے بعد میں بہاول پور حاضر ہوا مگر جناب والا مکان پر تشریف فرما نہ تھے۔ خیال تھا کہ خود حاضر ہو کر عرض کروں کہ اگر واقعہ میں موجودہ اختلاف کو دور کرا کے دستور اسلامی کی تشکیل کے لئے متحدہ محاذ بنانا مقصود ہے تو ایک بات ملاقات سے طے ہو سکتی ہے لیکن اس طرح کسی ایک فریق کے حق میں دستخط کرانے سے اس جماعت کے لئے پروپیگنڈا کا موجب ہو کر اختلاف کا زیادہ وسیع ہونا تو ممکن ہے لیکن اس اختلاف کا ختم کرنا ممکن نہ ہوگا۔ چنانچہ اختلاف ختم نہ ہوا بلکہ اور بھی بڑھ گیا۔ خیال تھا کہ دوبارہ بہاول پور حاضر ہو کر اس بارے میں کچھ عرض کروں گا مگر جماعت اسلامی کے ارکان نے حسب عادت ایک غلط بات گھڑ کر یوں مشہور کیا کہ ”محمد علی جالندھری“ نے مولانا محمد صادق صاحب کے مکان پر جا کر ایک کاغذ پر اپنے حق میں دستخط کرانے کی درخواست کی مگر مولانا موصوف نے وہ کاغذ ”محمد علی“ کے منہ پر مار اور دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر ”محمد علی“ مولانا عبید اللہ صاحب کے مکان پر گیا مگر مولانا موصوف نے بھی فرمایا کہ میں ایسے آدمی سے ملاقات پسند نہیں

کرتا۔ چنانچہ ملاقات نہ ہوسکی اور وہ بے عزت ہو کر واپس چلا گیا۔

امید ہے کہ میری حاضری کا آپ کو علم ہو گیا ہو گا۔ آپ نے بھی میری حاضری کے علم کے بعد اس اتحاد کرانے کی طرف توجہ نہ فرمائی جس کی تڑپ نے آپ سے وہ محضر نامہ بھجوایا جو جماعت اسلامی کے کارکنوں نے ریاست میں پھر کر تیار کرایا تھا اور جس پر ضلع بہاول نگر کے علماء نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ مولانا محمد صادق صاحب سے میں نے گزارش کی تھی کہ دستخط کرنے سے سوائے کسی پارٹی کے نفع حاصل کرنے کے مصالحت نہیں ہوا کرتی۔ اگر صرف دستخطوں سے جماعتوں اور افراد میں اختلاف رفع ہو سکتا ہے تو اب تک دنیا میں کوئی اختلاف باقی نہ رہتا۔ چنانچہ ان سے معلوم ہوا کہ وہ اس طرح دستخط کرانے کو مفید نہ سمجھتے تھے۔ بارہا خیال آیا کہ آپ حضرات کے احترام کا تقاضہ یہ ہے کہ میں تحریری جواب عرض کروں خاموشی احباب کرام کے حق میں سوء ادبی ہے مگر عدیم الفرصتی کے علاوہ یہ وہم بھی مانع رہا کہ شاید میری گزارشات پر توجہ نہ ہو۔

آپ حضرات کا ایک مضمون جماعت اسلامی کے اخبار میں شائع ہوا۔ اب میں جواب تحریر کر کے اپنا اخلاقی فرض ادا کرتا ہوں۔ آپ حضرات میرے جواب کو قابل التفات سمجھیں گے یا نہیں۔ یہ آپ کی رائے پر منحصر ہے۔

مخدوما! آپ نے خط میں جو امور تحریر فرمائے ہیں اس کی نسبت چند باتیں عرض کرتا ہوں۔ آپ سے درخواست ہے کہ اصلی حقائق پر غور فرمائیں۔ میری علمی بے بضاعتی اور فقدان شہرت کی وجہ سے نظر انداز نہ کر دیں۔

یہ درست ہے کہ جماعت اسلامی مودودی صاحب کے اجتہاد کی طرف دعوت نہیں دیتی لیکن ان اجتہادات کی جماعتی طور پر جماعت کے فنڈ سے نشر و اشاعت ضرور کرتی ہے اور جماعت اسلامی کے دیگر رہنماؤں نے اپنی تصانیف میں مختلف مسائل اور علمائے اسلام کی کتب و نظریات پر تنقید تو کی، مگر مودودی صاحب کی جس بات سے ان کو اختلاف بھی ہوا اس پر اپنی اختلافی تنقید سے گریز ہی کیا۔ چنانچہ مولانا امین احسن اصلاحی نے میرے سامنے تسلیم کیا کہ ان کا مودودی صاحب کے بعض بیان کردہ مسائل سے اختلاف ہے مگر آج تک کسی بات کی تردید نہیں کی۔

اس وقت تک جن علمائے کرام نے مودودی صاحب کے خیالات کی ”صحیح یا غلط“ تردید فرمائی ہے انہوں نے دستور اسلامی کی جدوجہد میں کمی نہیں کی بلکہ پوری ہمت سے اس میں کوشاں ہیں اور نہ ہی جماعت اسلامی کے نظریہ دستور اسلامی پر کوئی اعتراض کیا۔ ایک عرصہ تک ارکان جماعت اسلامی یہ کہتے رہے کہ وہ مسائل جن کی بناپر

مودودی صاحب پر اعتراض کیا جاتا ہے یہ مودودی صاحب کے ذاتی خیالات ہیں جماعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اب ان اعتراضوں کا جواب ذاتی طور پر مودودی صاحب دیں۔ ساری جماعت اسلامی تیغ پا کیوں ہو گئی۔ مودودی صاحب کے ذاتی اجتہاد کی تردید دستور اسلامی کی مخالفت کیوں سمجھی گئی۔ جو اخبار دستور اسلامی کے لئے وقف تھے اب مولانا احمد علی لاہوری صاحب کے خلاف مودودی صاحب کی ذات کی حمایت میں بر سر پیکار کیوں ؟۔ جو روپیہ قوم نے دستور اسلامی کی جدوجہد کے لئے دیا تھا اب تمام پاکستان کا دورہ کر کے مولانا احمد علی کے خلاف دستخط حاصل کرنے اور مضامین شائع کرنے میں کیوں خرچ ہو رہا ہے۔

عنایت اللہ مشرقی نے جب فوجی تنظیم کے نام پر خاکسار تحریک شروع کی اور مسائل شرعیہ دینیہ میں دخل دیا اور علمائے امت نے اس کی تردید میں جب سعی فرمائی' تو خاکساروں نے یہی جواب دیا تھا کہ ان مسائل و عقائد کا تعلق عنایت اللہ مشرقی کی ذات سے ہے۔ تحریک خاکساران 'مسلمانوں کو فوجی تنظیم کی طرف دعوت دیتی ہے اس وقت علامہ ابو الاعلیٰ صاحب نے اس جواب کو درست نہ سمجھا تھا بلکہ یوں کہا تھا کہ لیڈر اور قائد کے خیالات و عقائد جماعت پر اثر انداز ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے ذاتی خیالات اور جماعتی تحریک دو جدا امور نہیں ہو سکتے۔

مولانا! ذرا مقام کی بلندی سے اتر کر دیکھیں کہ جماعت اسلامی بتدریج ایک جدید مذہبی فرقہ تو نہیں بنتا جارہا جبکہ لاہور اور سرگودھا کی تقریر میں مودودی صاحب نے اس تیسرے فرقہ "قدیم وجدید خیالات کے درمیان" پر فخر کا اظہار فرمایا۔

یقیناً علمائے امت نے جب کبھی اسلام پر آنچ آتی دیکھی متحد ہو گئے اور ہمیں بھی متحد ہونا چاہئے اور نادانستہ طور پر دشمنان اسلام کی تائید نہ کرنی چاہئے۔ نیز حامیان دین کا اختلاف جگ ہنسائی کا موجب ضرور ہو گا۔ لیکن فرد جرم مرتب کرنے سے قبل مجھے اپنی معروضات پیش کرنے کی اجازت مرحمت فرمادیں پھر فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے بعد جو بھی فیصلہ آپ صادر فرمائیں گے انشاء اللہ! صمیم قلب سے ہم تسلیم کرنے کی سعی کریں گے۔ اولاً تمام جماعتیں دنیا کو اپنی تنظیم اور جماعت میں شمولیت کی دعوت دیا کرتی ہیں۔ ثانیاً کم از کم اپنے مقصد کی تائید کی درخواست لے کر اٹھتی ہیں اسی کا نام کسی لغت میں متحد ہونا یا دوسروں کو اتحاد کی دعوت دینا نہیں کہتے۔ اگر جماعت اسلامی نے ایسا کیا ہے تو یہ کوئی مسلمانوں کی جماعتوں یا افراد کی دعوت اتحاد نہ تھی۔ اگست ۴۷ء سے جماعت اسلامی نے آج تک پاکستان کی مسلم جماعتوں کو متحدہ طور پر مل کر دستور اسلامی کی جدوجہد کے لئے دعوت نہیں دی یا کم از کم میرے علم میں ایسا کوئی واقعہ نہیں۔ اپنی جماعت میں شمولیت یا تائید کی دعوت 'دعوت اتحاد نہیں کہلاتی۔

حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب نے پہلی مرتبہ جب پاکستان کی تمام مسلم جماعتوں کو دعوت اتحاد دے کر دستور اسلامی کی سعی فرمائی اور اخراجات کا بار بھی برداشت کیا۔ تمام ایسے فرقوں کو جو ہندوستان کی تاریخ میں ترکی کے زوال پر بھی جمع نہ ہوئے تھے ایک جگہ متحد کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ بعض علمائے کرام کے دروازوں پر انہوں نے کئی کئی دفعہ حاضری دے کر اس اجتماع پر رضامند کیا لیکن جب تمام دینی جماعتیں جمع ہوگئیں اور ابتدائی امور پیش ہوئے کہ کیا صدارت کسی ایک صاحب کی ہوا کرے گی یا روزانہ تبدیل کیا کریں گے اور اجلاس کے اوقات یومیہ کیا ہوا کریں گے؟۔ کسی رکن کی رائے دینے سے پہلے سید ابوالاعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ میں اس دعوت پر حاضر تو ہو گیا ہوں لیکن اب شریک اجلاس نہ ہوں گا کیونکہ آپ حکومت پاکستان سے دستور اسلامی کا مطالبہ کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اگر جماعت اسلامی اس مطالبہ میں شریک ہو جائے تو حکومت پاکستان کو حکومت تسلیم کرنا لازم آئے گا۔ ہماری پوزیشن یہ ہے کہ ہم حکومت ہی تسلیم نہیں کرتے۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ تم (ارکان حکومت) بے دین ہو ان لوگوں کے لئے جگہ خالی کرو جو اس کے اہل ہوں۔ اس پر سب لوگ حیران تھے مگر جذبہ اتحاد لے کر آئے تھے۔ کسی ایک فریق کا اٹھ کر جانا شاق گزرتا تھا اور بدنامی کا سبب ہوتا تھا۔ بالآخر قرار پایا کہ یہ اجتماع حکومت پاکستان سے دستور اسلامی کا مطالبہ نہ کرے گا بلکہ صرف ایک مسئلہ کی تحقیق کرے گا کہ جب دنیا کے کسی حصہ میں مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہو تو شریعت اسلامیہ کیا حکم دیتی ہے؟۔ نہ حکومت پاکستان سے دستور اسلامی کا مطالبہ ہوا اور نہ آئندہ دستور اسلامی کی جدوجہد کے لئے کوئی سکیم بنائی گئی۔ اگر آپ مطبوعہ کارروائی پڑھیں گے تو آپ مطمئن ہو جائیں گے۔ افسوس اتنا بڑا اور مبارک اجتماع 'مودودی صاحب نے بے کار کر دیا اور دو سال تک اجتماعی طور پر کوئی کام نہ کیا گیا۔ حالانکہ ایسے اجتماع کرانا اس سے کام لینا اور اس اتحاد کی تشکیل دستور تک باقی رکھنا جماعت اسلامی کا اولین فریضہ تھا۔

بعد ازاں دستوری سفارشات پر غور کرنے کے لئے ۳۱ علماء کا اجتماع اور اس کی دعوت مولانا احتشام الحق اور دیگر علماء کرام کی جدوجہد کا نتیجہ تھی۔ اس میں بھی جماعت اسلامی کے امیر نے وہ سعی نہ فرمائی جو ان کے شان شایاں تھی۔ مقام تعجب ہے کہ ان مقدس علماء کرام کے ہر دو اجتماعات کو جماعت اسلامی کے کارکن عوام میں اپنی جماعت کی سعی و عمل کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

۳۱ علماء کے اجلاس کے ختم پر جب علماء نے امدادی رقوم آئندہ اجلاس کے اخراجات کے لئے دیں۔ چنانچہ ملتان سے بندہ (محمد علی) اور مولانا خیر محمد جالندھری شریک تھے۔ ہم دونوں نے پانچ صد روپیہ دیا۔ امیر جماعت اسلامی (جناب سید مودودی صاحب) کا امدادی رقم دینا اور پھر واپس لے لینا اس پر مولانا احتشام الحق تھانوی

روشنی ڈالیں گے۔

تحریک ختم نبوت کے لئے ہر فرقہ کے علمائے کرام کو ہم نے جمع کیا اور مجلس عمل کی تشکیل کے بعد اپنی جماعت کے پلیٹ فارم سے کوئی سعی کرنے کی بجائے مجلس عمل کے نام سے کام کیا گیا اور ہماری جماعت اور کارکنوں نے ہزاروں روپیہ جمع کر کے مجلس عمل کے فنڈ میں جمع کیا۔ بالآخر جب ہزاروں روپیہ حکومت نے ضبط کر لیا اور تحقیقاتی عدالت میں اخراجات کی تنگی ہوگئی تو مجلس عمل کو بارہ تیرہ ہزار روپیہ ہم نے قرض لے کر دیا۔ بحمد للہ تحقیقاتی عدالت میں کارروائی آخر دم تک جاری رکھی گئی۔ رہائی کے بعد تمام دینی جماعتیں مجلس عمل کو دوبارہ زندہ رکھنے اور دینی کاموں میں باہمی ارتباط......... قائم رکھنے پر رضامند ہوگئیں۔ ایک جماعت اسلامی ہے کہ جس نے دستور اسلامی اور دیگر کسی قسم کے اتحاد سے انکار کر کے اتفاق واتحاد کی آہنی دیوار میں شگاف ڈالنے کی سعی فرمائی۔ تمام دینی جماعتوں کے مجموعہ "مجلس عمل" نے دستور اسلامی کے لئے پھر کونشن طلب کی ہے مگر ایک جماعت اسلامی ہے جو صرف تشکیل دستور اسلامی کا نظریہ لے کر میدان میں آئی لیکن دینی جماعتوں کے ساتھ مل کر اس متبرک جدوجہد میں شریک ہونے کے لئے تیار نہیں۔

مجھے معلوم ہوا کہ جمعیت علماء اسلام کے چند بزرگوں نے امیر جماعت اسلامی سے دستور اسلامی کے سلسلہ میں مل کر منظم جدوجہد کرنے کی اپیل کی تو قیادت صالحہ نے فرمایا کہ جو کچھ میرے خلاف کہا گیا ہے جب تک وہ واپس نہ لیا جائے مل کر کام کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اگر واقعہ میں انہوں نے یہی جواب دیا ہے تو کیا کوئی دوسرا شخص یہ کہنے کا حق نہیں رکھتا کہ جب تک سید ابوالاعلیٰ مودودی اپنے غلط عقائد وخیالات اور ان مسائل فقہی سے رجوع نہیں کرتے جو نصوص قطعیہ صریحہ کے قطعی خلاف ہیں ہم ہرگز ایسے گمراہ آدمی کے ساتھ اشتراک عمل نہیں کریں گے۔ تو از راہ کرم آپ حضرات کوئی درمیانی راہ تجویز فرما کر مشکور فرمادیں۔

مودودی صاحب کی موجودہ رہائی سے کچھ دنوں قبل علمائے ملتان کا ایک وفد جیل میں ان سے ملا اور ان سے التجا کی کہ ملک کا برسر اقتدار گروہ دستور اسلامی کی نسبت خیالات درست رکھتا معلوم نہیں ہوتا۔ ہمارا آپس کا اختلاف دستور اسلامی میں رکاوٹ بن جائے گا اور برسر اقتدار لوگوں کے ہاتھ مضبوط ہو جائیں گے۔ اس لئے آپ اور آپ کی جماعت فقہی جزئیات میں عرصہ تشکیل دستور تک دخل نہ دیں تاکہ آئندہ کوئی اختلاف نہ ہو۔ جب دستور مکمل ہو جائے گا آپ جو چاہیں تحریر کریں مگر مولانا مودودی صاحب نے اس درخواست کو نہ صرف رد ہی نہیں کیا بلکہ اس تجویز کو آزادی ضمیر کے خلاف سمجھا۔ مزید برآں یہ کہ ایسے وقت میں جبکہ ملک میں سب سے زیادہ اتحاد کی ضرورت تھی دو حقیقی بہنوں کا ایک آدمی سے نکاح کے جائز ہونے کا۔ چاہے جزی ہوئی ہوں فتویٰ دے کر حرمت

قطعیہ کے خلاف مسئلہ لکھ مارا۔ اس کو کہتے ہیں جلتی پر تیل ڈالنا۔ حضور علیہ السلام نے بنائے کعبہ کے انہدام اور جدید تعمیر کو اس لئے متوخر کر دیا کہ مسلمانوں میں فتنہ نہ ہو مگر آپ (مودودی صاحب) ہیں کہ بلا ضرورت ایسی بات تحریر فرمادیں اور وہ بھی جیل سے جس سے وہ اختلاف جو علمائے امت کو ان سے تھا اور شدید ہو گیا۔ اگر اتنا کہہ دیتے کہ جیل سے باہر بہت سے علمائے کرام ہیں ان سے دریافت کر لیا جائے تو کیا حرج تھا۔ نیز حلت نکاح مذکور پر دلیل ثانی رفع علت حرمت سے رفع حکم حرمت پر جو استدلال کیا ہے اگر ایسی صورت نہ ہو یعنی جڑی ہوئی نہ ہوں اور دونوں بہنیں ایک مرد سے نکاح کرنے پر راضی ہو جائیں تو حلت کا حکم کیوں نہ دیا جائے گا۔

مودودی صاحب کے ایک عقیدت مند نے ان کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ محدثین وفقہا اور حدیث کی نسبت ایسے مضامین لکھنا مناسب نہیں جس سے غلط فہمیاں پیدا ہوں کیونکہ حدیث کی اہمیت کو کم کرنے والے خیالات جس لٹریچر میں موجود ہوں اسے پھیلانے میں ہم کیسے حصہ لے سکتے ہیں۔ حالانکہ نظم جماعت اسے ضروری قرار دیتا ہے۔ ملخصاً

جناب خالی! پہلے سائل کی درخواست پر خط کشیدہ الفاظ کو غور سے پڑھیں پھر ذیل میں مودودی صاحب کا جواب دیکھ کر ان کے قلم کی داد دیں۔

جواب!

”رہی یہ بات اگر یہ باتیں بنیادی حیثیت نہیں رکھتیں تو جماعت کی ابتدائی زندگی میں ان پر قلم اٹھانا مناسب نہ تھا۔“ تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اب تک میں نے کوئی ایسی چیز نہیں لکھی کہ جس پر کسی نہ کسی گروہ کو چوٹ نہ لگی ہو اور اگر میں یہ فیصلہ کر لوں کہ کوئی ایسی چیز نہ لکھی جائے جو مسلمانوں کے کسی گروہ کو ناگوار ہو تو شاید کچھ بھی نہ لکھ سکوں۔ (رسائل ومسائل ص ۲۸۳)

مودودی صاحب کو موجودہ رہائی کے بعد سب سے قبل اس امر پر غور کرنا چاہئے تھا کہ جدید دستور یہ کی وجہ سے دستور کی پچھلی تمام طے کردہ منزلیں خطرہ میں پڑ گئیں ہیں کسی طرح مختلف فرقوں یا ان کے بزرگوں کو جمع کر کے موجودہ انتشار کو کم کیا جائے کیا ان کے نزدیک ملک میں کوئی دینی جماعت یا اس کار ہنما قابل اعتماد نہ تھا؟ لیکن انہوں نے اس اختلاف کی نسبت جو جماعت اسلامی اور علمائے امت میں ان کی عبارات کی وجہ سے تھا پہلے بیان میں اپنی جماعت کو تقریباً یوں خطاب کیا کہ آپ لوگ میری عبارات کا جواب نہ دیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک دینی کام کے لئے منتخب کیا ہے جن لوگوں نے میری عبارات پر اعتراض کیا ہے ان کو میں خود جواب دوں گا۔ دراصل ان لوگوں نے میری رہائی کو قریب معلوم کر کے اپنی پیش بندی کے لئے اعتراضات شروع کئے۔ حضرت مولانا!

پیش بندی کے لفظ پر غور کریں اور پھر سوچیں کہ اس کی کیا شرح ہے کیا اس فقرے نے اختلاف کو ہوا زیادہ تو نہیں دے دی ؟۔

گزشتہ دستور یہ کے وقت علمائے امت نے اکتیس اور تینتیس علمائے کرام کا مشترکہ اجلاس بلا کر ملک میں دیندار طبقہ کا وقار بلند ترین کر دیا تھا اور پاکستان کا تعلیم یافتہ طبقہ اس اتحاد پر انگشت بدنداں اور اس یگانگت پر حیران و متعجب تھا جس اجتماع کو مودودی صاحب نے بے اثر کرنے کی کوشش کی۔ احتمال تھا کہ جدید دستور یہ کے وقت پھر علمائے کرام کا اجتماع بلا کر دستور اسلامی کے لئے کوئی اللہ کا بندہ متحدہ محاذ قائم کر دے۔ مودودی صاحب نے رہا ہوتے ہی لاہور اور سرگودھا میں ایسی تقریریں کیا فرمائیں کہ اپنے سوا تمام مذہبی جماعتوں اور افراد کے خلاف دستور کے سلسلہ میں نہ صرف عدم اعتماد کر دیا بلکہ سب کو دستور اسلامی کے سمجھنے میں جاہل اور نااہل قرار دے کر اس طبقہ کی تائید فرمائی جو علمائے کرام کو موجودہ زمانہ کی ضروریات سے قطعاً ناواقف کہہ کر دینی بات ٹھکرانے کا عادی ہے۔ سید ابوالاعلیٰ نے تقریر میں فرمایا کہ اس ملک میں دو طبقہ ہیں۔ ایک قدامت پسند طبقہ ہے......... ان کا طرز تحریر اور تقریر ہر چیز قدیم طرز کی ہے۔ یہ لوگ دنیا کے موجودہ حالات' تقاضوں اور عوام سے بہت حد تک لاتعلق ہیں.......... انہیں اس بات کا علم کم ہے کہ اس وقت کے حالات اور ان کے تقاضے کیا ہیں۔ اسلام کے اصول کو موجودہ حالات پر کس طرح منطبق کیا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف جدید گروہ ہے جو دین کو بدل ڈالنا چاہتا ہے.......... اس صورت کا واحد حل یہ ہے کہ ملک کو ایک متوسط راستہ دیا جائے۔ اس وقت قوم میں دو قدیم و جدید عناصر ہیں.............. ایک تیسرا عنصر ہے جو بتدریج ابھر رہا ہے۔ اس عنصر کی نمائندگی جماعت اسلامی کر رہی ہے۔ (کیا جماعت اسلامی صرف مطالبہ دستور اسلامی ہی کرتی ہے یا تمام مذہبی فرقوں سے علیحدہ کوئی فرقہ بنا رہی ہے ؟ جو مذکورہ بالا دونوں فرقوں کے درمیان پیدا ہو رہا ہے۔) اس ملک سے اس سے بڑی دشمنی اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ اس معتدل نظریہ کو پھیلنے نہ دیا جائے اور صرف متصادم نظریات کو باقی رہنے دیا جائے۔ گویا قدیم نظریہ لادینی نظریہ سے متصادم ہے اور جماعت اسلامی کا نظریہ لادینی نظریہ سے متصادم نہیں۔ جماعت اسلامی متوسط راہ اختیار کئے ہوئے ہے.............. اس طرح قدیم طرز کا عالم یہ کہتا ہے کہ ملک میں اسلامی نظام جاری ہونا چاہئے۔ حالانکہ اسے یہ کم معلوم ہے کہ آج کے دور کا عدالتی نظام کس طرز کا ہے اور کیسے چلتا ہے۔ اگر شامی ہدایہ موجودہ عدالتی نظام میں جوں کی توں رکھ دی جائیں اور اس پر اصرار کیا جائے کہ اس کو بعینہ نافذ کیا جائے تو سارا نظام عدالت ہی معطل ہو جائے۔ جب جدید فکر کا انسان اسے دیکھتا ہے تو کہہ اٹھتا ہے کہ اسلام ایک فرسودہ نظام ہے اور اس کے نفاذ سے پورا ملکی نظام ہی معطل ہو جائے گا۔ اس کے برعکس جماعت اسلامی جس اسلامی نظام پیش کرتی ہے

وہاں پوری تفصیلات کے ساتھ اسلام کے اصولوں کو موجودہ نظام ہائے عدالت وسیاست پر منطبق کرکے قابل عمل شکل پیش کرتی ہے۔ مولانا مودودی کی تقریر کا حصہ ختم ہوا۔

مخلص محترم! آپ سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تقریر کے خلاصہ پر بار بار غور فرماکر مندرجہ ذیل امور پر سوچئے:

الف.......... کوئی مسلمان دستور اسلامی کا زبان سے انکار نہیں کرتا (الاماشاء اللہ) حال یہ ہے کہ جب دستور ترتیب دیا جائے اور ترتیب دہندگان اس دستور کا نام دستور اسلامی رکھ دیں تو فیصلہ کون کرے گا کہ واقعہ میں یہ دستور اسلامی ہے یا نہیں۔ امیر جماعت اسلامی نے اپنے سوا تمام امت سے یہ حق چھین لیا کہ کوئی بڑی سے بڑی دینی جماعت یا کوئی اعلیٰ ترین شخصیت اس کے صحیح وغلط ہونے کی نسبت رائے دے سکے۔ گویا امیر جماعت اسلامی کی رائے کے علاوہ سب کی رائے غلط ہوگی اور جس دستور کو مودودی صاحب دستور اسلامی کہیں گے وہی دستور اسلامی ہوگا اور جس کو آپ غیر اسلامی قرار دے دیں وہ غیر اسلامی ہوگا۔

ب.......... امت مسلمہ میں سے کوئی شخص جب تک جماعت اسلامی میں شامل ہوکر پہلے دستور اسلامی کے صحیح سمجھنے کی نسبت اس قدر حق حاصل نہ کرلے امیر جماعت اسلامی کے نزدیک اس کی سعی درست نہ ہوگی۔ اب جماعت اسلامی کے ساتھ شریک عمل وہ ہو جو پہلے ان (مودودی صاحب) کے خیالات کو من وعن درست تسلیم کرکے یا جماعت اسلامی میں داخل ہو یا ان تمام باتوں سے ناواقف ہو۔ ہم لوگ ابھی تک ان دونوں باتوں سے محروم ہیں۔ ازراہ کرم! آپ ہمیں مشورہ دیں کہ آپ کی نیک خواہش کی تکمیل کس طرح کریں؟ اور جب دستور اسلامی کی تعریف میں اختلاف ہوگا تو اتحاد کی کیا صورت ہوگی؟۔

ج.......... تمام علمائے کرام کا بقول مودودی صاحب موجودہ زمانہ کے تقاضوں کو نہ جاننا اور اسلام کے اصولوں کو موجودہ زمانہ کی عدالت وسیاست پر منطبق کرنے کو صحیح نہ سمجھنا اس بات پر حکم عدل ہے کہ سوائے جماعت اسلامی کے کسی کو حق حاصل نہیں کہ اسلامی دستور پر کوئی رائے دے اور یہ حق صرف امیر جماعت اسلامی کو ہے۔ اب اگر ان کے کسی نظریہ سے اختلاف کریں تو یہ اختلاف دستور اسلامی کی مخالفت ہوگا۔ جمع بین الاختین کا جواز بدلیل نمبر ایک آیت: ”ان تجمعوا بین الاختین۰“ کی نص ان: ”توام اختین۰“ کو شامل نہیں تو گویا: ”احل لکم ماوراء ذالکم۰“ میں شامل ہے۔ اگر بدلیل نمبر۲ حرمت کی بنا علت حرمت پر ہے جب علت حرمت مرتفع ہوگئی تو حکم حرمت بھی مرتفع ہوگیا۔ بنابریں اگر کوئی شخص: ”التی فی حجورکم۰“ اور ”وان اردن تحصنا۰“ وغیرہ ذالک کی نصوص کو علل قرار دے کر رفع علت سے رفع حکم قرار دے دے تو کیا

ر دستور اسلامی میں ایسی جزئیات کے لئے گنجائش ہوگی؟۔

د.......... قطع نظر اس کے کہ مودودی صاحب کی یہ تقریر درست ہے یا غلط' جو کچھ تیسرا فرقہ بنانے کی نسبت خیال ظاہر کیا ہے وہ بھی ایسا جو قدیم علماء کے خیالات سے جدا ہو کیا اس وقت اس تقریر کا کرنا دستور اسلامی کی ترتیب...... موجودہ دستور یہ پر دباؤ ڈالنے کی ضرورت اور اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ضروری تھا؟۔

ھ.......... امیر جماعت اسلامی کے نزدیک اسلام کے اصولوں کو موجودہ زمانہ کی سیاست کے مطابق منطبق کرنا کوئی آدمی نہیں جانتا (شاید علماء اس انطباق کو ناجائز جانتے ہوں) صرف جماعت اسلامی ہی جانتی ہے کہ آپ اہل علم حضرات میری عقدہ کشائی فرماکر مشکور فرمادیں کہ کیا اسلام کے اصولوں کو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی موجودہ سیاست پر منطبق کیا جانا درست ہوا کرے گا۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر غلام احمد پرویز نے کیا قصور کیا ہے وہ بھی تو قرآنی نصوص سے ثابت شدہ احکام کو قرآن میں ذکر کردہ اجمالی شکل میں صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ مگر اس کی تفصیلات کو ہر زمانہ کے مطابق منطبق کرنا اہل حل وعقد کے لئے درست سمجھتے ہیں۔

الغرض مودودی صاحب نے اپنے اور دیگر علمائے امت کے درمیان اختلاف اصول اسلام کا ذکر کیا ہے نہ کہ فردعات کا۔

میری اتنی معروضات کا مقصد یہ ہے کہ جماعت اسلامی کا مقصد صرف دستور اسلامی نہیں بلکہ ایک تیسرا مذہبی فرقہ بنانا مقصود ہے اور اس پر امیر جماعت اسلامی کو فخر حاصل ہے۔ امیر جماعت اسلامی اس تیسرے مذہبی فرقہ میں شمولیت کی دعوت دیتے ہیں نہ صرف دستور اسلامی کی۔ مزید برآں اکتیس علمائے کرام نے جب حکومت پاکستان سے دستور اسلامی کا مطالبہ ہی نہیں کیا تو اب مودودی صاحب کی کس دعوت میں شرکت کی طرف آپ نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔

تمام دینی فرقوں نے باوجود امیر جماعت اسلامی اور اس کے رفیقوں سے بیشتر شکایات کے پھر بھی دستور اسلامی کی تشکیل میں اتحاد کرنے سے انکار نہیں کیا' بلکہ امیر جماعت اسلامی نے نہ صرف متحد ہونے سے انکار کیا بلکہ ایسا طریق اختیار کیا کہ متحدہ جدوجہد اختیار کرنا ممکن نہ رہے۔ مگر الحمدللہ! ان کے علی الرغم سب کا اتحاد ہوگیا اور دستور کی متحدہ جدوجہد شروع ہوگئی۔ اگر جگ ہنسائی ہورہی ہے تو صرف جماعت اسلامی کی طرف سے اور دشمنان اسلام کی تائید ہورہی ہے تو قیادت صالحہ کی طرف سے۔ ہم گنہگار کون ہیں جو ایسی خدمات انجام دے سکیں "ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء." (العیاذباللہ)

آپ نے ہمارے خلوص اور للہیت سے توقع کی ہے کہ ہم دستور اسلامی کی تشکیل تک موجودہ اختلاف کو ترک کردیں گے۔ آپ کی اس اپیل سے ہماری گردنیں ندامت سے جھک گئی ہیں۔ آپ نے ہم سیاہ کاروں کی نسبت

خلوص کی شہادت دے کر انتہائی ذرہ نوازی فرمائی۔ یہ آپ کے دل کا عکس ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس بات کو درست فرمائیں لیکن آپ مجھ سے دریافت کرنے کی بجائے امیر جماعت اسلامی سے سوال کریں کہ وہ واقعی دین میں ہم خطاکاروں کو مخلص بھی سمجھتے ہیں؟۔ اگر وہ ہم گردن زدنی لوگوں کو مسلمانوں کی جان و مال کو جوئے کے داؤ پر لگانے والے 'خدا اور رسول کے نام سے کھیلنے والے' مسلمانوں کے سروں کو شطرنج کے مہروں کی طرح استعمال کرنے والے 'یقین کرتے ہیں اور اپنا اخلاقی و ایمانی فرض سمجھتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کا پردہ چاک کر ڈالیں تو ہم ان کو اس جہاد اکبر سے روک کر اپنے گناہوں میں اضافہ کیوں کریں؟۔

قوت نیکی نداری بدمکن

آپ امیر جماعت اسلامی سے دریافت کر لیں اگر وہ واقعی تشکیل دستور اسلامی کی جدوجہد متحدہ پسند کرتے ہیں اور واقعی ان کو دستور اسلامی کی حقیقی تڑپ ہے تو لیجئے ہم ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔ تمام دینی جماعتوں کو دعوت دے کر جمع کیا جائے اور جو جماعتیں دستور اسلامی کے سلسلہ میں شرکت قبول کر لیں وہ ایک لائحہ عمل مرتب کر کے پورے زور سے دستور اسلامی کی سعی کریں اور دستور یہ پہ پوری قوت سے دباؤ ڈالیں کہ ملک کا دستور اسلامی بنایا جائے۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ آج تک مودودی صاحب نے جو کچھ ہمارے خیال میں دین کے خلاف تحریر کیا ہے تشکیل دستور تک اعتراض کرنا بند کر دیں گے۔ جماعت اسلامی اور اس کے امیر دستور اسلامی کی تشکیل تک آئندہ ایسی باتیں اور رسائل تحریر کرنا بند کر دیں جو سلف صالحین کے خلاف سمجھیں جاویں اور جن امور پر اختلاف پیدا ہو تشکیل دستور اسلامی کے بعد فریقین آزاد ہوں گے۔ امید ہے کہ ریاست کے وہ سب علمائے کرام جنہوں نے دستور اسلامی کے جذبہ سے متاثر ہو کر دور دراز علاقوں کا سفر کر کے ایک متفقہ تحریر کے ذریعہ ہم خطاکاروں کو اپنے خیال کے اظہار سے مشکور فرمایا پوری تڑپ کے ساتھ امیر جماعت اسلامی سے یہ بات تسلیم کرا کے دستور اسلامی کی سعی کو کامیاب فرمائیں گے۔

امیر جماعت اسلامی کا اخلاقی و ایمانی فریضہ ان تحریرات سے جو بقول ان کے ایسی ہیں کہ ان کی زد کسی نہ کسی پر ضرور پڑتی ہے باز نہ آنے دے تو ہم دستور اسلامی کی خاطر ایک اور تجویز پیش کرتے ہیں۔ جس طرح سے باقی تمام دینی جماعتیں اپنے اپنے اختلاف کو قائم رکھتے ہوئے تحریک ختم نبوت اور اب تشکیل دستور اسلامی کے لئے متحد ہو گئیں جماعت اسلامی اور تمام دینی جماعتیں اپنے اختلافات کو قائم رکھتے ہوئے پوری دیانتداری سے متحد ہو کر دستوری جدوجہد میں گامزن ہو جائیں۔ اگر امیر جماعت اسلامی اس تجویز کو قبول فرمائیں تو ہم ہر طرح سے دستوری جدوجہد میں ان کو شریک کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر وہ سب کچھ لکھتے جائیں اور دستور اسلامی کی محبت ان کو ایسا کرنے سے روک نہ سکے تو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اگر ان کی کسی بات کی کوئی تردید کر دے تو اس تردید کو دستور اسلامی کی مخالفت قرار دے دیں اور دستور کو اپنی غلط تحریرات کے لئے آڑ بنا دیں۔

مخدوما! اصل میں اب میرا مضمون ختم ہو جانا چاہئے ورنہ ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک جماعت اسلامی نے ہمارے خلاف جو جھوٹا بےبنیاد پروپیگنڈہ کیا اس کا ذکر کیا جائے تو تحریر بہت طویل ہو جائے گی۔ اجمالاً صرف اتنا عرض کر دوں کہ میری اور بعض ذمہ داران جماعت اسلامی کی گفتگو ہوئی اور قرار پایا کہ موجودہ وقت میں کسی قسم کے اختلاف کا اظہار مناسب نہیں لیکن ایک دفعہ ایسی مجلس منعقد کی جائے جس میں جماعت کے اہم ذمہ داران شریک ہوں اور اس امر پر بحث کی جائے کہ موجودہ اختلافات عوام کے سامنے کس کی طرف سے پیش ہوئے ہیں اور کسی فریق نے ابتداء کی ہے۔ جب کبھی ایسا اجتماع کرنا قرار پایا تو جماعت اسلامی نے گریز کیا۔ حالانکہ میں نے یہ بات قبول کر لی تھی کہ باوجود اس بات کے کہ میں مودودی صاحب کے ان خیالات کو جو وہ سلف صالحین اور نصوص قطعیہ کے خلاف رکھتے ہیں گمراہ کن سمجھتا ہوں۔ لیکن جیسا کہ دستوری ضرورت کی وجہ سے کئی برس سے خاموش ہوں آئندہ بھی تشکیل دستور تک خاموش رہوں گا۔ لیکن صرف اتنا ظاہر ہو جانا ضروری سمجھتا ہوں کہ موجودہ چپقلش کس نے شروع کی۔ یہ بات میں نے ذمہ داران جماعت اسلامی سے اس وقت کہی تھی جبکہ ہماری طرف سے سوائے ایک تقریر کے اور کوئی بات نہیں پیش آئی تھی۔ جماعت اسلامی اس گفتگو سے تسلیم کرنے کے بعد فرار کر گئی جس میں ان پر ابتداء کی ذمہ داری عائد ہونے والی تھی۔

آپ حضرات سے میں معذرت خواہ ہوں کہ میرا جواب طویل ہو گیا۔ نیز اگر کوئی جملہ بار خاطر ہو تو میں معافی چاہتا ہوں۔ میرے اس جواب کا یہ منشاء نہ سمجھا جائے کہ میں نے آپ احباب کی پر خلوص دعوت کو ٹھکرایا ہے بلکہ رنج دہ واقعات کے کچھ حصہ کا اجمالاً ذکر ضروری سمجھا گیا۔ میرے جواب میں تحریر کردہ تجاویز میں سے جو آپ پسند کریں مجھے اطلاع دیں اور اگر آپ کوئی جدید تجویز پیش کرنا چاہیں تو میں حاضر خدمت ہونے کو تیار ہوں۔ جس وقت بھی آپ اس معاملہ کو تشکیل دستور اسلامی کے لئے ملتوی کرنے کا فیصلہ کرنے کے لئے طلب فرمائیں گے میں حاضر ہو جاؤں گا لیکن واضح ہو کہ اس مسئلہ میں امیر جماعت اسلامی کی ذات ہی سے گفتگو ہو کر لائحہ عمل مرتب ہو سکے گا۔ آپ جب بھی بہاول پور میں امیر جماعت اسلامی کے ساتھ گفتگو کے لئے طلب کریں گے حاضر ہو جاؤں گا۔ آپ یقین فرمائیے کہ میں تکمیل دستور اسلامی کی پوری تڑپ لے کر حاضر ہوں گا اور انشاء اللہ! مجھ کو اس معاملہ میں اتحاد کی تڑپ رکھتا ہوا پائیں گے۔ ذیل میں اس قدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن علمائے کرام کے دستخط اس محضر نامہ پر تھے جو آپ نے روانہ فرمایا ان کے پتہ ہائے ڈاک سے ناواقف ہوں جس طرح آپ نے ان کی تحریر مجھ تک پہنچا کر ایک نیک کام میں حصہ لیا میرا جواب ان سب تک پہنچا کر اپنا فرض ادا فرمادیں۔ مشکور رہوں گا! والسلام!

آپ کا مخلص محمد علی جالندھری

ناظم علی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

تخت ہزارہ کیس کا فیصلہ

سرگودھا انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج دلشاد حسن علوی نے تخت ہزارہ کے پانچ قادیانیوں کے مشہور مقدمہ قتل کا فیصلہ سناتے ہوئے چھ مسلمان ملزموں گلزار عرف گالک خالد ولد امیر' ارشاد ولد غفور' افضال ولد نانو' سلطان ولد محمد حسین اور تاج ولد سلطان کو دو دو مرتبہ عمر قید اور ایک ایک لاکھ بیس بیس ہزار جرمانہ کی سزا کا حکم سنایا ہے جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا محمد اکرم طوفانی' قاری احمد علی ندیم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سید اطہر حسین شاہ سمیت 38 ملزمان کو بری کر دیا۔

اسی مقدمہ کے دوسرے حصے کا فیصلہ سناتے ہوئے فاضل جج نے ختم نبوت کے مبلغ سید اطہر حسین شاہ کے اغوا اور قاتلانہ حملہ کے الزام میں قادیانی جماعت سرگودھا کے مبلغ (مربی) ارشد احمد سمیت چار ملزموں کو مجموعی طور پر 60 سال قید اور ایک لاکھ بیس ہزار روپے جرمانہ کی سزا کا حکم سنایا ہے۔ اس مقدمہ میں ملوث 32 قادیانیوں کو بری کر دیا گیا جن میں سے پانچ قادیانی موقع پر ہی ہلاک ہو گئے تھے اور ایک ملزم نصیر احمد اس دوران دشمنی کی وجہ سے قتل کر دیا گیا تھا۔

مقدمہ کا فیصلہ فاضل جج نے رات نو بجے سنانا شروع کیا اور تقریباً دس بجے رات فیصلے کی اطلاع عدالت سے باہر ملی۔ فیصلہ سننے کے لئے دور دراز سے مسلمان اور قادیانی عدالت کے باہر صبح ہی سے جمع تھے اور وہ رات تک فیصلے کے انتظار میں باہر بیٹھے رہے۔

یہ عمل قابل ذکر ہے کہ یہ واقعہ 10 اکتوبر 2000ء اور 13 شعبان کی رات تقریباً نو بجے رونما ہوا تھا۔ اس طرح واقع کے پورے ایک سال بعد 13 شعبان کو ہی فیصلہ سنایا گیا۔ گزشتہ سال 13 شعبان کی رات کو جملہ قادیانی ملزمان نے مولانا سید اطہر شاہ کو اغوا کر لیا اور اپنی عبادت گاہ میں لے جاکر شدید تشدد کیا۔ جس سے علاقہ کے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا اور انہوں نے حملہ کر دیا۔ جس سے پانچ قادیانی ہلاک ہو گئے تھے۔ جن میں ناصر احمد'

مبارک علی' عارف محمود' مدثر احمد اور مبارک احمد شامل تھے۔ فیصلے کے موقع پر پولیس اور ایلیٹ فورس نے احاطہ عدالت کو گھیرے میں لے رکھا تھا اور سخت سیکورٹی انتظامات تھے۔

(نوائے وقت ملتان 2 نومبر 2001ء)

ممتاز آباد ملتان کا دشمن اسلام ادریس ربانی گرفتار

ملتان پولیس تھانہ ممتاز آباد ملتان نے کچی آبادی ممتاز آباد کے رہائشی ادریس ربانی کو شعائر اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے اور اپنے لٹریچر میں اسلام کی برگزیدہ ہستیوں کے بارے میں مبالغہ آمیز مواد شائع کرنے پر گرفتار کر لیا ہے۔ ملزم کے خلاف علاقے کے رہائشی محمد انیس رومانی کی رپورٹ پر زیر دفعات 295اے اور سی مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ پولیس کو مدعی نے ملزم کی جانب سے شائع کرائی جانے والی کتب بھی ثبوت کے طور پر فراہم کر دی ہیں۔ جن میں مبینہ طور پر کلمہ پڑھنے والوں کو مشرک قرار دیا گیا ہے۔ پولیس کے مطابق ملزم ادریس ربانی کو چند روز قبل حراست میں لیا تھا جس کے بارے میں علاقے کے لوگوں نے اس کے پراگندہ خیالات سے آگاہ کیا تھا۔ گزشتہ روز انیس رومانی نے درخواست دیتے ہوئے ملزم سے ملنے والا لٹریچر بھی فراہم کر دیا۔ جس سے پوچھ گچھ کی جارہی ہے۔ مقدمہ درج ہو گیا ہے اور اب ملزم جیل میں ہے۔

(نوائے وقت ملتان 22 نومبر 2001ء)

گوہر شاہی آنجہانی ہو گیا

ریاض گوہر شاہی نے ایک نئے فتنہ کی بنیاد ڈالی۔ اسلامی عقائد کے خلاف بدزبانی کی۔ متعدد بے سروپا ملحدانہ دعوے کئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا احمد میاں حمادی نے اس کے خلاف کیس درج کرائے۔ گرفتاری کے خوف سے لندن اور امریکہ میں سیاسی پناہ کے لئے ملک سے مجرمانہ فرار اختیار کیا۔ اس کی عدم موجودگی میں کیس چلا۔ میرپور خاص کی دہشت گردی کی عدالت نے اسے سزا سنائی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے کیس کی پیروی کی۔ 5 دسمبر 2001ء کے اخبار نوائے وقت ملتان کے مطابق لندن میں آنجہانی ہو گیا۔ خس کم جہاں پاک!

پارلیمانی تاریخ کا سنہری لمحہ

لیاقت پور کی ممتاز سیاسی و مذہبی شخصیت سابق ایم این اے جناب جمال کوریجہ نے نوائے وقت ملتان کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ان کی زندگی کا وہ تاریخی اور سنہری موقع تھا جب انہوں نے ایم این اے ہونے کی حیثیت

سے مولانا مفتی محمودؒ اور مولانا شاہ احمد نورانی سے مل کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے اسمبلی ہال میں چند جملوں پر مشتمل تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں اسمبلی میں قرارداد بحث جاری تھی۔ بلا آخر وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے مجھے کچھ بولنے کو کہا تو میں نے کہا کوئی مسئلہ جس میں منطقی طور پر گنجائش ہو اس پر بحث کی جاتی ہے۔ جبکہ میری نگاہ میں اس پر بحث کرنے والا بھی مجرم ہے۔ کیونکہ ختم نبوت پر کسی بھی بحث و مباحثے کی ضرورت نہیں۔ جس کے بعد اسمبلی کا اجلاس کچھ دیر کے لئے ملتوی ہوا اور دوبارہ شروع ہونے پر وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے بلا تمہید قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بل پاس کرنے کا اعلان کر دیا۔

(روزنامہ نوائے وقت ملتان 25 نومبر 2001)

سرگودھا توہین رسالت کے مجرم محبوب بوبا کو سزائے موت قید و جرمانہ

سرگودھا کی خصوصی عدالت برائے انسداد دہشت گردی سرگودھا کے جج گل شاد حسن علوی نے توہین رسالت کے مجرم محبوب عرف بوبا کو 10 سال قید سخت' پچاس ہزار روپے جرمانہ' عدم آدائیگی جرمانہ پر مزید دو سال قید سخت اور سزائے موت کی سزا کا حکم سنایا ہے۔ تھانہ خوشاب میں درج مقدمہ کے مطابق ملزم محمد محبوب عرف بوبا نے اکیس ستمبر 1999ء کو جامع مسجد مین بازار خوشاب کی دیواروں پر دستی تحریر شدہ اشتہارات چسپاں کئے۔ جن میں حضرت ابراھیم علیہ السلام اور حضور نبی کریم ﷺ کی توہین کے الفاظ شامل تھے۔

(25 نومبر 2001ء روزنامہ جنگ)

میرپور خاص کیس کا فیصلہ

انسداد دہشت گردی کی عدالت برائے حیدر آباد و میرپور خاص ڈویژن کے جج جناب عبدالغفور میمن کی عدالت میں ٹریکٹر کے ذریعے مسجد کو گرانے کلام پاک کی بے حرمتی کرنے' مذہبی نفرت اور دہشت گردی پھیلانے کا جرم ثابت ہونے پر قادیانی نذیر احمد کھوسو اور روپوش اشتہاری ملزم اللہ رکھا راجپوت کو مجموعی طور پر ایک سو اٹھارہ سال فی کس علیحدہ علیحدہ قید با مشقت' چالیس چالیس ہزار روپے جرمانہ اور عدم ادائیگی پر مزید ڈیڑھ سال کی سزا سنائی گئی۔

فاضل عدالت نے تین روپوش اشتہاری ملزمان قادیانی بنی احمد کھوسو ولد جعفر کھوسہ' قادیانی چوہدری محمود ولد عبدالغنی' قادیانی جاوید احمد عرف موٹا ولد اللہ رکھا راجپوت کو جرم ثابت نہ ہونے پر بری کر دیا۔

(روزنامہ نوائے وقت ملتان 11 دسمبر 2001ء)

ملتان ہائی کورٹ میں عبدالمجید قادیانی کی رٹ درخواست خارج کر دی

لاہور ہائی کورٹ ملتان بنچ کے مسٹر جسٹس میاں محمد جہانگیر نے قرار دیا ہے کہ آئین میں قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا گیا ہے اس لئے ان کا مسلمانوں کے طرز پر مساجد بنانا، اذانیں دینا اور کسی بھی قسم کی ایک سرگرمی میں حصہ لینا جس سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہو سراسر غیر قانونی ہے۔

عدالت عالیہ نے قرار دیا ہے کہ ایسا طرز عمل ناخوشگوار واقعات کو جنم دے سکتا ہے۔ جس سے یہ تاثر ملتا ہو کہ قادیانی اسلامی شعائر اپنا کر دین اسلام کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اس موقعہ پر عدالت عالیہ قادیانی درخواست گزار کی طرف سے دائر درخواست ضمانت کو خارج کر دیا اور ریمارکس دیئے کہ مذکورہ درخواست کسی بھی طرح میرٹ پر پوری نہیں اترتی اور یہ بات ثابت ہے کہ درخواست گزار نے قرآن مجید کی ترجمہ شدہ آیات پر مبنی در یوار پر لگے ایک اشتہار پر اپنا لٹریچر چسپاں کیا اور مسلمانوں کی مساجد کی طرز پر اپنے گاؤں میں ایک عبادت گاہ تعمیر کی جس سے مسلمانوں میں گمراہی پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔

اس سے قبل درخواست ضمانت دائر کرتے ہوئے چک نمبر 93/T/D/A تحصیل کروڑ ضلع لیہ کے عبدالمجید نے موقف اختیار کیا کہ درخواست گزار قادیانی مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ درخواست گزار کے خلاف علاقہ کے رہائشی میاں محمد اکبر نے تھانہ کروڑ میں مقدمہ درج کراتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ میں نے علاقہ میں ایسی عبادت گاہ تعمیر کی ہے جس کے محراب اسلامی مساجد کی طرح ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کی ترجمہ شدہ آیات پر درخواست گزار نے اپنا لٹریچر لگا دیا۔ اس طرح گاؤں میں موجود کم پڑھے لکھے افراد گمراہ ہو رہے ہیں۔

درخواست گزار پر الزام ہے کہ سائل نے مسلمانوں جیسا طرز عمل اختیار کیا ہے اور قادیانی ہونے کے باوجود ایسی عمارت تعمیر کی ہے جو اسلامی طرز کی تھی۔ جہاں کئی مسلمانوں نے نماز ادا کی۔ اس دوران تبلیغی جماعت کے ارکان دو ماہ تک غلطی سے اس میں نماز ادا کرتے رہے اور بعد میں قریبی مسجد میں پہنچ کر اہل علاقہ کو بتایا کہ درخواست گزار بالکل اسی طرح اذان دیتا ہے جیسی مسلمان دیتے ہیں۔ سائل نماز بھی مسلمانوں کی طرح پڑھتا ہے۔ جس کے باعث پولیس نے مقدمہ درج کرتے ہوئے سائل سمیت انوار احمد اور چوہدری شوکت کو گرفتار کر لیا۔ اس دوران سائل کے خلاف 295A اور 295B اور 298B کی دفعات درج کرائیں۔ مگر بعد میں 295A کی دفعہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نے خارج کر دی۔ مگر درخواست ضمانت بھی خارج کر دی۔ درخواست ضمانت کے لئے سائل نے مجبور ہو کر عدالت عالیہ سے رجوع کر لیا ہے۔

(روزنامہ خبریں ملتان 11 دسمبر 2001ء)

ادارہ

قافلہ آخرت

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری کا انتقال

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری کا رمضان المبارک کے دوسرے عشرہ میں مدینہ طیبہ میں انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! رمضان المبارک میں موت، مسجد نبوی میں جنازہ، جنت البقیع میں تدفین اس خوش بختی وسعادت پر سبحان اللہ! موصوف حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے ساتھ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے آ گئے تھے۔ اکابر علمائے دیوبند کی علمی و عملی روایات کے امین تھے۔ تفسیر انوار البیان نو جلدوں میں مرتب فرمائی۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ دار العلوم کراچی میں عرصہ تک پڑھاتے رہے۔ رد قادیانیت پر کئی رسائل و مضامین آپ نے تحریر فرمائے۔ پاکستان کے تمام دینی رسائل کے لئے مضامین تحریر فرماتے رہتے تھے۔ ہندوپاک کی طرح آپ کے متوسلین کا حلقہ عرب میں بھی خاصہ وسیع تھا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر حضرت امیر مرکزیہ حضرت نائب امیر دامت برکاتہم سے مثالی تعلقات تھے۔ مجلس کے کام کے دل وجان سے دعاگو تھے۔ رد بدعات پر سیف من سیوف اللہ تھے "مفاہیم" کے حوالے سے ایک فتنہ پیدا ہوا۔ کئی لوگ لڑھک گئے۔ آپ نے ان کے جبہ ودستار کی پرواہ کئے بغیر حق بات کہی اور ڈنکے کی چوٹ کہی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوبیوں کا مرقع بنایا تھا۔ حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں۔ خوشی کا باعث ہے کہ ان کی ہجرت مدینہ کی غرض پوری ہوئی اور مدینۃ النبی کا جوار نصیب ہوا۔ فلحمدللہ علی ذالک!

مولانا سید شمس الزمان کا وصال

پیر طریقت حضرت مولانا سید شمس الزمان صاحب کا بہاول پور کے نواحی چک میں انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! موصوف اصل میں کالاباغ کے رہنے والے تھے۔ علمی گھرانہ سے تعلق تھا۔ خانپور حضرت درخواستیؒ سے حدیث شریف پڑھی۔ عملی زندگی میں قدم رکھا تو بہاول پور خانقاہ شریف کے قریبی گاؤں میں اپنی زمینوں پر خانقاہ قائم کی۔ آپ کا یہ امتیازی وصف تھا کہ آپ اپنے متوسلین کو درود شریف کا عاشق بنا دیتے تھے۔ بہت

زیادہ درود شریف کا عشق کی حد تک اہتمام کرتے۔ اس لئے ان کا ہر مرید عاشق رسول ﷺ بن جاتا تھا۔ ان کی خانقاہ کی رونقوں وبہاروں وفضاؤں سے خیر وبرکت کے اثرات تھے۔ بہت ہی وجاہت قدرت نے آپ کو نصیب کی تھی۔ ان کے چہرہ کی رونق درود شریف کی کثرت کا فیض تھا۔ ملتان جب کبھی تشریف لاتے تو جمعہ جامع مسجد ختم نبوت دفتر مرکزیہ میں ادا کرتے۔ اس معمول کو کبھی ترک نہیں کیا۔ عقیدہ ختم نبوت سے آپ کی محبت مثالی تھی۔ اس عنوان پر ہر نئی چھپنے والی کتاب منگواتے۔ کام کی تفصیل سنتے اور دعاؤں سے نوازتے تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے اور ہم ان کی غائبانہ دعاؤں سے محروم ہوگئے۔ حق مغفرت کرے عجب مرد تھا۔

حافظ شوکت محمود کا انتقال

نامور خوش نویس سینئر ٹیچر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے سرگرم کارکن حافظ شوکت محمود صدیقی اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! انہیں کاموکی میں سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ مدرسہ نصرت العلوم کے نائب شیخ الحدیث مولانا عبدالقدوس قارن نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں ڈاکٹر غلام محمد' مولانا عبدالرؤف فاروقی' مولانا محمد افضل' جناب احسان رانا' سینئر صحافی محمد آصف صدیقی' پروفیسر عارف محمود صدیقی' حافظ محمد ثاقب' مولانا فقیر اللہ اختر' سید احمد حسین زید' حافظ احسان الواحد' قاری امان اللہ قادری نے شرکت کی۔ مرحوم کے پسماندگان میں بیوہ دو بیٹے اور بیٹیاں شامل ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام بخاری حال میں مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔

☆............ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے رکن جناب محمد نصر اللہ فاروقی کے بھانجے حفظ الرحمٰن خان مکہ مکرمہ میں قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم کو مکہ مکرمہ میں جنت المعلیٰ میں دفن کیا گیا۔

☆............ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے رکن محمد رشید کے چھوٹے بھائی محمد شبیر قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ مرحوم کو پیپلز کالونی کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

☆............ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے کارکن محمد یوسف سندھو کے چچا طویل علالت کے بعد نواحی گاؤں کلوکلاں میں انتقال کر گئے۔

☆............ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے آفس سیکرٹری محمد الیاس قادری کی نانی قضائے الٰہی سے انتقال کر گئیں۔

☆............ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے رکن پروفیسر محمد ارشد مغل کی ساس اور ڈسٹرکٹ

بقیہ: صفحہ 64 پر

ادارہ

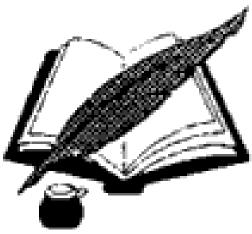

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام کتاب : آئینہ قادیانیت

صفحات : ۲۸۲

قیمت : ۱۰۰ روپے

ملنے کا پتہ : دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے وفاق المدارس کے زیراہتمام مدارس کے منتہی طلباء کرام کے لئے یہ کتاب مرتب کی ہے۔ اس میں حیات مسیح علیہ السلام، ختم نبوت اور کذب مرزا قادیانی کے عنوان پر تیس سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ تینوں موضوعات کا خلاصہ اور نچوڑ اس کتاب کی شکل میں جمع کر دیا گیا ہے۔

جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم، جامعہ خیر المدارس ملتان کے استاذ التفسیر حضرت مولانا محمد عابد مدظلہ نے کتاب پر نظر ثانی فرماکر اس پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی مدظلہ العالی نے نہ صرف نظر ثانی فرمائی بلکہ اس کا دیباچہ و مقدمہ تحریر فرمایا جو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر بجائے خود ایک مستقل علمی خزانہ اور دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

کتاب خوبصورت کتابت و طباعت اور عمدہ کاغذ پر شائع کی گئی ہے۔ رنگین ٹائٹل سے مزین بہترین جلد سے کتاب کی خوبصورتی میں گرانقدر اضافہ کیا گیا ہے۔ ان تمام تر خوبیوں کے باوجود قیمت صرف یک صد روپیہ بمع ڈاک خرچہ کے گویا اصل لاگت ہی سمجھئے۔ وفاق المدارس کے طلباء و مدارس کے لئے رعایتی قیمت پچاس روپے ہے۔ علاوہ ڈاک خرچ بیس روپے یعنی کل ستر روپے کا طلباء حضرات منی آرڈر بھیج کر کتاب حاصل کر سکتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تبلیغی نقطہ نظر سے اسے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب ان عنوانات پر جامع و مانع کامل و مکمل معلوماتی گائیڈ بک ہے۔ اللہ رب العزت شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

نام کتاب : قادیانیت ایک دہشت گرد تنظیم

تصنیف : جناب محمد متین خالد و جناب محمد نوید شاہین صاحب

صفحات : ۵۴۰

قیمت : ۲۰۰روپے

ملنے کا پتہ : فاتح پبلشرز غزنی سٹریٹ یوسف مارکیٹ اردو بازار لاہور

قادیانی اندرون و بیرون ملک اپنے جھوٹے دھرم کی طرح جھوٹ بول کر اپنی جھوٹی و فرضی مظلومیت کا راگ الاپ الاپ کر بیرونی آقاؤں کو پاکستان و اسلام دشمنی کی سند مہیا کرتے ہیں اور سیاسی پناہ لے کر مغرب کی گود میں دنیاوی مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ آج تک دنیا میں جہاں کہیں قادیانی مسلم تنازعہ پیدا ہوا اس کا اصل باعث قادیانیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیاں مذموم ہتھکنڈے اور فسادی ذہنیت تھا۔ قادیانی شرارت و فساد کی بنیاد مہیا کرتے ہیں۔ نتیجہ میں مسلمان جمع ہوئے اور قادیانیوں کو لینے کے دینے پڑ گئے تو قادیانیوں نے آسمان سر پر اٹھالیا۔

حقوق انسانی کی نام نہاد این جی اوز نے اسلام دشمنی میں قادیانیوں کی سر میں سر ملائی تو حقیقت کو چھپا کر افسانہ بنادیا گیا اور یوں قادیانی نبوت جس کی بنیاد چندوں پر اٹھائی گئی تھی دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے ہر قادیانی قادیانی نبوت کے چندوں کے دھندا میں اپنی جھولیاں بھرنے لگا۔ بیرونی مغربی ممالک میں سیاسی پناہ کے لئے قادیانی مکروفریب اسی خود ساختہ مظلومیت کی کارستانی ہے۔ جھوٹ بول کر پاکستان کو بدنام کرنے پاکستان کے لئے مشکلات پیدا کرنے کی مہم کے حمام میں ہر قادیانی ننگا ہے۔ قادیانی جماعت کے چیف گرو لاٹ پادری مرزا طاہر سے لے کر ایک تانگے والے اور ریڑھی بان تک تمام قادیانی اس بازار کا سودا ہیں۔ این جی اوز بولی لگاتی ہے ان کی فرضی مظلومیت کی داستان شائع کرتی اور نوٹ چھاپتی ہیں اور قادیانیوں کو ان کے دستر خوان سے ریزہ چینی کا شرف نصیب ہو جاتا ہے۔

پاکستان کے حکمرانوں اور سفیروں نے اس حقیقت کو واشگاف کرنے کی بجائے خاموشی کی سیاہ چادر سے اپنے ضمیر کو ڈھانپ رکھا ہے۔ نتیجہ میں ملک اور اسلام کی بدنامی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی اور اسلام کی فرضی اور بھیانک کی ظلم کی تصویر سے ملک عزیز کا نقصان ہوتا ہے۔ ضرورت تھی کہ یہ ثابت کیا جاتا کہ قادیانیت ایک دہشت گرد تنظیم ہے۔ اس کا اصلی چہرہ سامنے لایا جاتا۔ اس عنوان پر کوئی جامع دستاویز ہوتی۔ رسائل و کتابچے مضامین و مقالات تو اس عنوان پر موجود تھے مگر مستقل کتاب کی جتنی ضرورت تھی اتنی تاخیر ہوئی۔

قدرت نے یہ گوشہ برادر عزیز محترم جناب محمد متین خالد کے رشحات قلم کے لئے مخصوص کیا تھا۔ انہوں نے اپنی دیگر شاہکار تصانیف کی طرح اس عنوان پر قلم اٹھایا اور حق ادا کر دیا۔ کتاب کا نام ”قادیانیت ایک دہشت گرد تنظیم“ ہے۔ قادیانی گالیاں‘ قادیانیت ایک دہشت گرد تنظیم‘ قتل‘ تشدد‘ توڑ پھوڑ‘ فائرنگ‘ دھمکیاں‘ غنڈہ گردیاں‘ فرقہ وارانہ فسادات کی سازش‘ دہشت گردی‘ تخریب کاری‘ ملک دشمنی‘ قانون شکنی‘ ناجائز اسلحہ‘ دھوکہ‘ اغوا‘ فحاشی‘ بدکاری‘ شراب سمگلنگ‘ سنگین جرائم‘ دہشت گردی کے قادیانی اڈے‘ کلیدی عہدوں پر براجمان قادیانی‘ ایسے بیسیوں عنوانات پر سینکڑوں حوالہ جات جمع کر دیئے ہیں۔ عنوان قائم کر کے آگے اخبار کی بحوالہ خبر لگادی ہے۔ اپنی طرف سے کوئی تبصرہ نہیں کیا اور یہی اس کتاب کی خوبی ہے۔ پروفیسر الیاس برنی مرحوم نے یہی کام کیا تھا کہ قادیانیت کے عقائد و نظریات یکجا کر دیئے تھے۔ محترم متین خالد صاحب نے قادیانی دہشت گردی جمع کر دی ہے۔ اے کاش! ہر حوالہ پر مستقل عنوان قائم ہو جاتا اور واقعات کی تاریخ وار ترتیب قائم ہو جاتی تو سونے پر سہاگا ہو جاتا۔ تاہم جتنا کر دیا ہے اتنا اس عنوان پر کسی نے نہیں کیا تھا۔ یہ کام جان جوکھوں پر ڈال کر انہوں نے مکمل کیا ہے۔ اب صرف عنوان و تاریخ وار ترتیب کا مرحلہ ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کسے توفیق دیتے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ مصنف ہی آگے بڑھیں اور اس چوٹی کو بھی سر کر دیں۔ تاہم انہوں نے اس کتاب کی جامعیت میں جتنی محنت کی ہے اس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

جلد بندی‘ طباعت‘ کاغذ‘ اور ٹائٹل تیار کرنے میں بہت اچھے ذوق کا مظاہرہ کیا۔ ٹائٹل قادیانی دہشت گردی کی عریاں تصویر کا آئینہ دار ہے۔ لیکن تصویر کشی شریعت میں حرام ہے۔ یہ فرمان رسول برحق ہے۔ اس کی تابعداری پر ہر عاشق رسول کا شیوہ ہونا چاہئے کہ اس میں برکت ہے۔ ایک بار پھر مصنف کی کاوش پر جی بھر کر داد دینا فرض کا درجہ رکھتا ہے۔ اللہ کرے اور زور قلم زیادہ۔ ہر لائبریری اور اس عنوان پر کام کرنے والے ہر فرد و ادارہ کی یہ کتاب ضرورت ہے۔

بقیہ۔ قافلہ آخرت

بار ایسوسی ایشن کے سینئر رکن غلام رسول سند ھو ایڈووکیٹ کی والدہ ماجدہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئیں۔

اللہ رب العزت ان تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ انہیں جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ اللہ رب العزت ان تمام مرحومین کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ ادارہ لولاک ان تمام پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست کرتا ہے۔

نقش محبت

ملائک ساتھ ہیں دامن سنبھالے — حرا سے آرہے ہیں کملی والے
امنڈ آئے ہیں بادل کالے کالے — مرا ایمان ساقی کے حوالے
مجھے اے وحشت دل دینے والے — دعائیں دے رہے ہیں دل کے چھالے
چہار آفاق مجھ پر ہوگئے تنگ — مجھے تو اپنی کملی میں چھپالے
مرے ساقی بتقریب شب قدر — دیے جا آج بھر بھر کرپیالے
زکوئے حسن جاناں بٹ رہی ہے — گدائے عشق! قسمت آزمالے
زہے چشم فسوں ساز محبت — پرائے کو بھی جو اپنا بنالے
اندھیری شب ہے راستہ گم ہے لیکن — نظر آتے ہیں منزل کے اجالے
بہار آئی ہے غنچے کھل رہے ہیں — مرے دل! تو بھی دو دن مسکرالے
ٹھہراے مرگ تھوڑی دیر دم لے — حیات جاودانی بھی تو آلے

نفیسؔ ان کی محبت نقش دل ہے
نہ بھولیں گے سہارنپور والے

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

احتساب قادیانیت جلد سوم

مجموعہ رسائل مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ

مراق مرزا	عمر مرزا	اختلافات مرزا	بشارت احمد ﷺ
نزول مسیح علیہ السلام	سلسلہ بہائیہ و فرقہ مرزائیہ	مرزائیت کی تردید بطرز جدید	

عیسیٰ علیہ السلام کا حج کرنا' مرزا قادیانی کا بغیر حج کے مرنا

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی قرآن دانی

مرزائیت میں یہودیت و نصرانیت | مرزا قادیانی نبی نہ (ایک مناظرہ)

حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں نہیں | حلیہ مسیح مع رسالہ ایک غلطی کا ازالہ

مرزا قادیانی کی کہانی! مرزا اور مرزائیوں کی زبانی

مرزا غلام احمد رئیس قادیان اور اس کے بارہ نشان

مرزا قادیانی مثیل مسیح نہیں | معجزہ اور مسمریزم میں فرق

سنت اللہ کے معنی مع رسالہ واقعات نادرہ | انجیل برناباس اور حیات مسیح

حضرت عیسیٰ کا رفع اور آمد ثانی ابن تیمیہ کی زبانی' مرزا کی کذب بیانی

صفحات 544 طباعت و کاغذ عمدہ کمپیوٹر کتابت رنگین ٹائٹل قیمت صرف =/100 روپے

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

ردقادیانیت پر علماء کرام کی سہ ماہی تربیتی کلاس

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے ردقادیانیت پر تیاری کے لئے فارغ التحصیل علماء کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔
- 10 شوال 1422ھ سے سہ ماہی کلاس جاری کی جارہی ہے۔
- جو حضرات اس میں شریک ہونا چاہیں وہ درخواستیں بھجوادیں۔
- کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا وفاق المدارس پاکستان یا کسی مستند دینی ادارہ کا جید جدامیں سندیافتہ ہونا ضروری ہے۔
- ان حضرات کو قیام وخوراک کے علاوہ آٹھ سوروپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔
- ذوق مناظرہ اور شوق تبلیغ رکھنے والے حضرات جو امتحان میں باصلاحیت معلوم ہوں انہیں حسب ضرورت مجلس کے شعبہ تبلیغ میں خدمات کا موقع دیا جاسکتا ہے۔
- جملہ خواہش مند رفقاء سادہ کاغذ پر معہ مکمل پتہ کے درخواست بھجوادیں اور سندات ہمراہ لف کریں۔
- تعلیم 10 شوال کو شروع ہوجائے گی۔

درخواست ورابطہ کیلئے:

مرکزی ناظم اعلیٰ

(مولانا) عزیزالرحمٰن جالندھری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون :514122